Volume IV
No. 39

SP IV-39-76 (E)
250

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, May 7, 1976

CONTENTS

	PAGES
Motion *Re* : Situation arising out of declining export of sports goods—*Talked out*	43
Motions *Re* : Situation arising out of scarcity of vegetable ghee, sluggish growth rate in Industrial Sector, extremely poor growth rate in Agricultural Sector, report of National Finance Commission and disproportionate supply of sugar to different Provinces—*Deferred*	64
Resolution *Re* : Fixation of minimum paddy price and procurement of paddy directly from growers instead of rice from millers so as to assure fair price to growers—*Discussion not concluded*	64

PRINTED AT THE CARAVAN PRESS, DARBAR MARKET, LAHORE
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATION, KARACHI

Price : Paisa 50

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Friday, May 7, 1976

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at half-past nine of the clock in the morning, Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

Mr. Chairman : Now, we will take up motions under rule 187. The first motion is in the name of Khawaja Mohammad Safdar.

MOTION *RE* : SITUATION ARISING OUT OF DECLINING EXPORT OF SPORTS GOODS

Khawaja Mohammad Safdar : As far as I remember, I have already moved this motion.

Mr. Chairman : As this motion has been moved earlier, Khawaja Mohammad Safdar has to start discussion.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میری اس تحریک کے الفاظ یہ ہیں کہ پاکستان کے کھیلوں کے سامان کی برآمدات میں کمی ہو رہی ہے - اس موضوع کو اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے - جناب چیرمین! یہ ایک شہر کا مسئلہ نہیں ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں سیالکوٹ کو اس بات پر بجا طور پر فخر ہے کہ وہ شاعر مشرق کا مولد ہے وہاں اس شہر کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ وہ پاکستان کا ایک بہت چھوٹا سا شہر ہوتے ہوئے پاکستان کی خدمت میں دوسرے ہر شہر سے مقابلۃً سبقت لے جا چکا ہوا ہے - میری مراد یہ ہے کہ اگر ہم اپنی برآمدات کے ذریعے سے زرمبادلہ کی آمدنی کا اندازہ لگائیں تو یہ بات انتہائی واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہے کہ یہ دو لاکھ کی آبادی کا شہر آج

[Khawaja Mohammad Safdar]

سے ایک سال قبل پاکستان کی زرمبادلہ کی آمدنی میں کم و بیش پنتیس کروڑ روپے کا اضافہ کر رہا تھا ۔ جس میں سے کم و بیش اکیس بائیس کروڑ روپے کھیلوں کے سامان کی برآمدات سے حاصل کیے جاتے تھے اور ہماری دوسری گھریلو مصنوعات اور آلات جراحی کی برآمدات سے بارہ تیرہ کروڑ روپے سالانہ کا زرمبادلہ حاصل ہو رہا ہے میرا دعویٰ ہے کہ قطع نظر اس بات کے کہ کونسا شہر آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ہے یا بڑا ہے ۔ ماسوائے کراچی کے پاکستان کا کوئی ایک شہر بھی خواہ وہ لاہور ہو خواہ وہ حیدرآباد ہو خواہ وہ پشاور ہو اگرچہ جو سیالکوٹ سے آبادی کے لحاظ سے کئی گنا بڑے ہیں برآمدات کے ذریعے ذرمبادلہ کمانے کے اعتبار سے سیالکوٹ سے بہت پیچھے ہیں ۔ کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے ۔ لیکن اس کے باوجود میں کہوں گا کہ یہ ایک شہر کا مسئلہ نہیں ہے ۔ یہ ہمارا قومی مسئلہ ہے آج صورت حال یہ ہے کہ ہم بعض حقیر چیزوں ، پیاز ، آلو اور اس قسم کی چیزوں کو برآمد کرنے پر مجبور ہیں اس لیے کہ ہمارے بیلنس آف پیمنٹ میں ایک ارب روپے کا فرق ہے یہ رقم ہمیں زیادہ ادا کرنا پڑتی ہے ۔ ہمیں زرمبادلہ کی ایک ایک پائی کی ضرورت ہے ۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کی اہمیت قومی ہے اور میں قومی مسئلہ سمجھ کر ہی اسے معزز ایوان میں پیش کر رہا ہوں ۔ جناب والا ! سرکاری اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ گذشتہ سال کھیلوں کے سامان کی بدآمد کا ٹارگٹ یا نشانہ حکومت کی طرف سے پچیس کروڑ روپے مقرر کیا گیا تھا ۔ لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گذشتہ ششماہی میں ہم صرف ۸ء۵۳ کروڑ روپے کی برآمدات کر سکے ہیں برآمدات کی اگر یہی رفتار رہی تو بجائے پچیس کروڑ کے برآمدات کی مالیت محض سترہ کروڑ ہو گی ۔ لیکن اس سے پچھلے سال ہماری برآمدات بیس کروڑ اکیس لاکھ ادا کرنے کی تھیں تو اس لحاظ سے کم و بیش ہماری برآمدات میں ساٹھ فیصدی کمی واقع ہوئی ہے ۔ ظاہر ہے کہ ہر محب وطن پاکستانی کے لیے یہ امر تشویش ناک ہے کہ جب ہم تھوڑے تھوڑے زرمبادلہ کے حصول کے لیے اپنے پیٹ پر پتھر باندھنے پر مجبور ہیں اپنی ضروریات کو کم کرنے پر مجبور ہیں تو اگر برآمدات میں اتنا خسارہ ہو رہا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟ اس کی وجوہات معلوم ہونی چاہیں اور اگر ہم ان وجوہات کو معلوم کر سکتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ خواہ ہم گورنمنٹ میں ہوں خواہ ہم اپوزیشن کی طرف بیٹھے ہوں قومی اہمیت کے پیش نظر ان وجوہات کو جو قومی خسارہ کا باعث بن رہی ہیں رفع کیا جائے ۔ جناب چیرمین ! تھوڑا سا پس منظر بتا دوں یہ صنعت سیالکوٹ میں آج سے کم و بیش ستر سال

پہلے شروع کی گئی تھی - قیام پاکستان کے وقت اس صنعت کی برآمدات غیر مسلموں کے ہاتھ میں تھی اور مسلمان محض دستکار تھے - قیام پاکستان کے بعد غیر مسلموں کے چلے جانے کے بعد ان تارکین وطن کا خیال تھا کہ سیالکوٹ اپنے پاؤں پر اس صنعت کے اعتبار سے کھڑا نہیں ہو سکے گا انہوں نے میرٹھ کے قریب نیو سیالکوٹ جا کر بنایا اور اس صنعت کو شروع کیا انہوں نے دنیا کی منڈیوں میں اپنے مال کو بیچنے کی کوشش کی لیکن صد آفرین سیالکوٹ میں بسنے والے پاکستانیوں پر کہ اس شدید مقابلے میں کامیاب ہوئے اور ان کو اس بین الاقوامی منڈی سے باہر نکال دیا - میں دو تین سالوں کے اعداد و شمار آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں - ۱۹۷۲-۷۳ء میں ہماری گورنمنٹ کی جانب سے ٹارگٹ مقرر ہوا کہ آٹھ کروڑ نوے لاکھ روپے کا کھیلوں کا سامان برآمد کیا جائے گا - لیکن صنعت کاروں اور برآمد کنندگان نے اس سے کم و بیش ڈیڑھ گنا مالیت کا مال یعنی تیرہ کروڑ دس لاکھ روپے کا سامان برآمد کیا یعنی اڑتالیس فیصد اس میں اضافہ کیا - ۱۹۷۳-۷۴ء میں حکومت کی جانب سے بارہ کروڑ روپے کا ٹارگٹ مقرر کیا گیا اور حقیقی ایکسپورٹ انیس کروڑ اور اٹھارہ لاکھ تھی یعنی ۶۰ فیصد ٹارگٹ سے زیادہ - ۱۹۷۴-۷۵ء میں انیس کروڑ ٹارگٹ مقرر کیا گیا اور ایکسپورٹ بیس کروڑ اکیس لاکھ کی تھی - ۱۹۷۵-۷۶ء میں پچیس کروڑ کا ٹارگٹ مقرر کیا گیا میرے پاس چھ ماہ کے اعداد و شمار ہیں اسی مدت میں ۸ء۵۳ کروڑ کی ایکسپورٹ ہے - جناب والا ! اس کی وجوہات کیا ہیں ؟ اب میں وجوہات بتاتا ہوں چند بڑی بڑی وجوہات ہیں جو کہ میری نظر میں ' حکومت کی غلط پالیسی، میں دانستہ نہیں کہوں گا - مگر ان پالیسیوں میں سے اکثر نا واقفیت کی بنا پر وضع کی گئیں اور یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہ سمجھی گئی کہ ان کے کیا نتائج برآمد ہوں گے - ان پالیسیوں کی وجہ سے ان منڈیوں پر جو کہ traditionally ہمارے پاس تھیں بیرونی ملکوں کو ان پر قبضہ کرنے کا موقعہ مل گیا - مثال کے طور پر ہمارے ہاں خام مال مہنگا ملتا ہے ، بھارت کے مقابلے میں - جس کو بین الاقوامی منڈی میں قدم رکھنے کی اجازت تک نہ تھی وہ اب پھر بین الاقوامی منڈی میں وارد ہو چکا ہے اور وہ ہمارا main competitioner ہے - چمڑے کا ایک تھان (Cow hide) بھارت میں ۸۰ روپے فی تھان کے حساب سے بکتا ہے اور ہمارے ہاں دو سو - دو سو پچیس روپے فی تھان بکتا ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ سقوط ڈھاکہ کے بعد مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد مغربی پاکستان یا موجودہ پاکستان چمڑے کے اعتبار سے خود کفیل نہ رہا - پہلے ہم چمڑا Export کرتے تھے - اب ہم خود کفیل نہیں ہیں - ہماری ضرورت سے کم چمڑا ہم پیدا کر-

[Khawaja Mohammad Safdar]

ہیں ۔ ظاہر ہے کہ رسد اور طلب کے اصول کے مطابق رسد کم ہوئی ۔ طلب بڑھی ۔ اس کے نرخ بڑھ گئے ۔ ویسے بھی بہت سی چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں ۔ وہ ایک علیحدہ موضوع ہے ۔ لیکن ایک وجہ یہ ہے ۔ اس کے لیے متعلقہ صنعت سے تعلق رکھنے والے نمائندہ اداروں نے بار بار حکومت سے التماس کی کہ چمڑے کی برآمد بند کر دی جائے ۔ حکومت نے اس سے اتفاق کیا ۔ لیکن اس حد تک کہ کچا چمڑا برآمد نہیں کیا جائے گا ۔ لیکن ہمارے ہاں کی Tanneries نے اسے ایک اور شکل دے دی ۔ اسے wet blue کہتے ہیں وہ ایک نہایت چھوٹا سا اپریشن ہے اس کے بعد چمڑا wet blue ہو جاتا ہے ۔ حقیقت میں یہ کچا چمڑہ ہی ہوتا ہے ۔ اور اس کو انہوں نے کہا کہ یہ finished goods کی حیثیت سے برآمد کیا جائے گا ۔ بار بار حکومت پاکستان کی توجہ دلائی گئی کہ اس پابندی کا اصل مقصد فوت ہو رہا ہے کہ چمڑے کو wet blue کی شکل میں باہر بیجھا جا رہا ہے اس لیے wet blue چمڑے پر پابندی عائد کی جائے ۔ میرے بعض دوست شاید یہ کہیں کہ wet blue سے بھی تو زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے ۔ لیکن wet blue چمڑے کے تھان سے جتنا زرمبادلہ کمایا جاتا ہے ۔ اسی تھان کے اگر فٹ بال بنا کر بھیجے جائیں تو وہ دس گنا زیادہ زرمبادلہ اتنے ہی چمڑے کے ٹکڑے سے کمایا جا سکتا ہے ۔ ایک گنا کمانا درست ہے یا دس گنا ۔ اس کا جواب میں یہ دوں گا ۔

جناب والا ! دوسری بڑی وجہ یہ ہے اور یہ وجہ شاید میرے دوستوں کے لیے تعجب کا باعث ہو ۔ گذشتہ سال میں بین‌الاقوامی دنیا میں ایک عجیب رجحان پیدا ہوا ہے اور وہ یہ کہ ڈالر کی قیمت جو گر رہی تھی اس سے قبل ، اس نے بڑھنا شروع کر دیا اور یورپی ملکوں کی کرنسیوں کی قیمت گرنی شروع ہو گئی مثال کے طور پر اٹالین لیرا ڈالر کے مقابلے میں مارکیٹ کے اعتبار سے devalue ہو گیا ۔ فرنچ فرانک پندرہ فیصد کم ہو گیا ۔ ڈینش کرونر ۱۲ فیصد کم ہو گیا ۔ بلجیم فرانک ۱۳ فیصد کم ہو گیا ۔ ڈچ گلڈر ۱۲ فیصد اور سپینش peesta ۱۳ فیصد کم اور یہ مزید کم ہو رہا ہے ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ پاونڈ کی قیمت اتنی گر چکی ہے ۔ کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا ۔ آج ۱٫۸۵ ڈالر پر پاونڈ بک رہا ہے ۔ مغربی یورپ کے سکوں کے مقابلہ میں ڈالر کی قیمت بڑھ گئی اور ہماری کرنسی ڈالر سے منسلک ہے ۔ اس لئے ڈالر کی قیمت بڑھنے کی وجہ سے ہماری کرنسی کی قیمت بھی یورپین کرنسی کے مقابلے میں بڑھ گئی appreciate ہو گئی ۔ عام طور پر ہم بحث کرتے ہیں کہ ہماری کرنسی کی قیمت گر رہی ہے ۔ لیکن جہاں تک ڈالر کے ساتھ کرنسی کا تعلق ہے ۔ اس

اعتبار سے مغربی یورپ کی کرنسیوں کے مقابلے میں ہماری کرنسی کی قیمت بڑھ گئی - ظاہر ہے کہ اگر ہم پونڈ کے حساب سے برآمد کرتے ہیں تو جو پونڈ پہلے ۲۲ روپے میں آتا تھا وہ اب ۱۹ روپے میں آتا ہے اور اگر کسی برآمد کنندہ نے ایک سو پونڈ کا مال باہر بیجھا تو اسے پہلے ۲۲۰۰ روپے جہاں ملتے تھے - اب وہاں اسے ۱۹۰۰ روپے ملتے ہیں - تین سو روپے اسے کم ملتے ہیں - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی لاگت میں اضافہ ہوا - لاگت بڑھ گئی اور قیمت فروخت میں کمی واقع ہوئی - اس کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی - تیسری وجہ اس کی یہ ہے کہ ہماری برآمدات قیمت کے اعتبار سے competitive نہیں رہیں - ہم دوسرے ملکوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے -

جناب والا ! چوتھی وجہ یہ ہے ہندوستان کے مقابلے میں Banking کی سہولیات ہمارے صنعت کاروں اوز برآمد کنندگان کو نہیں - میری اطلاع کے مطابق ہندوستان میں برآمد کنندگان کو چھ اور سات فیصد کے حساب سے Banks کے قرضہ جات پر سود دینا پڑتا ہے - لیکن ہمارے ہاں تیرہ فیصد سے پندرہ فیصد دینا پڑتا ہے - اس کے علاوہ State Bank of Pakistan نے ایک Refinancing Scheme جاری کی ہے جو کہ بعض صنعتوں جن پر وہ لاگو ہے ان کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے - انہیں آسان شرائط پر قرضہ جات ملتے ہیں - لیکن اس سکیم میں بڑی بڑی صنعتیں ہیں اور اگرچہ Carpet Industry بھی اس میں شامل ہے - مگر سپورٹس گڈز اس میں شامل نہیں - اگر یہ Banking facilities ان صنعت کاروں اور برآمد کنندگان کو دی جائیں جن کا تعلق Sport goods سے ہے - تو وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی لاگت کم کر سکتے ہیں اور وہ بیرونی ملکوں سے Competition مقابلہ کر سکتے ہیں - اسی طور پر جناب والا ! Banks کے سلسلے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ۱۹۷۳ء تک بینک کے قرضہ کی سہولت ان برآمد کنندگان کو پچاس ہزار روپے تک credit کی تھی - ۱۹۷۳ء میں وہ 25 ہزار کر دی گئی - کم کر دی گئی حالانکہ دوسری اشیاء کے مقابلے میں اس کی قیمتوں میں اضافہ ہونے کی وجہ سے رقم کو بڑھا دینا چاہیے تھا - لیکن الٹا کمی ہوئی اور پچاس ہزار روپے سے پچیس ہزار روپے تک لے آئے حالانکہ قرضہ کی یہ سہولت پچاس ہزار کی بجائے ایک لاکھ کر دینی چاہئے تھی - اب میں یہ کہوں گا اور مجھے خوشی ہے کہ نہ صرف وزیر تجارت تشریف فرما ہیں بلکہ محترم قائم علی شاہ صاحب وزیر صنعت بھی تشریف لے آئے ہیں اور وہ حال ہی میں سیالکوٹ سے ہو کر آئے ہیں - یہ سبھی باتیں سن کر آئے ہیں بلکہ میں تو ان باتوں کو دھرا رہا ہوں - کیوں کہ میری Information کا Source بھی

[Khawaja Mohammad Safdar]

وہی لوگ ہیں جو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے - اس کے علاوہ جناب والا ! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ گذشتہ سال پھر میں کہوں گا کہ نادانستہ طور پر کہ اس پالیسی کا کسی مقام پر کیا اثر پڑے گا - ناواقفیت کی بنا پر ہماری Communication Ministry نے Postal rates اس طرح بڑھا دیئے کہ خبر نہیں وہ اس دنیا میں تھے یا کہیں اور تھے - اس کا ایک چھوٹا سا نمونہ پیش کرتا ہوں اور میں یہ عرض کر دوں کہ sports goods کا اکثر و بیشتر مال پوسٹ پارسل کے ذریعے باہر جاتا ہے اور ایک پارسل ۲۲ پونڈ کا ہوتا ہے اور ایک پارسل میں ۲۰ فٹ بال ہوتے ہیں اب جناب والا ! دو تین مثالیں میں بھی پیش کرتا ہوں کہ نیوزی لینڈ میں اب نئے نرخوں سے پہلے ایک پارسل پر ۸ روپے پچاس پیسے کے ٹکٹ لگتے تھے یعنی ایک فٹ بال پر ۴۲ پیسے پوسٹ کی لاگت آتی تھی لیکن اب نرخ ۴۳ روپے فی پارسل ہو گیا ہے یعنی ۲ء۱۵ روپے فی فٹ بال کی جس کی لاگت قیمت بڑھی cost price بڑھی کہاں ۴۲ پیسے فی فٹ بال اور ۲ روپے ۱۵ پیسے اسی طرح سفر کو پوسٹ پارسل بھیجے صورت حال ہے ان نئے نرخوں کے بڑھنے سے پہلے چھ روپے ۴۰ پیسے فی پارسل لاگت تھی یعنی ایک فٹ بال پر ۳۲ پیسے لاگت تھی اور اب ۵۰ روپے فی پارسل postage درکار ہے - یعنی پر فٹ بال پر ڈھائی روپے یا دو روپے ۱۸ پیسے لاگت قیمت چڑھ گئی اور میری اطلاع کے مطابق برآمد کنندگان کے واویلے پر محترم وزیر تجارت نے ایک meeting بھی بلائی اور اس میں Communication division کے بڑے بڑے افسر بھی تشریف لائے اور اس کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا اور انہیں یہ بتایا گیا کہ اس کے اثرات کیا مرتب ہو رہے ہیں اور انہوں نے یہ مانا کہ یہ ملکی مفاد کے خلاف غلط اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور اس ملک کے مفاد کے خلاف اثرات مرتب ہو رہے ہیں لیکن انہوں نے کہا کہ چونکہ ہم ایسا کر چکے ہیں - اس لیے اب ہم کچھ نہیں کر سکتے - یہ تو کوئی بات نہ ہوئی اگر آپ نے کہیں غلطی کی ہے یا کسی شخص نے غلطی کی ہے اور اسے اس کا احساس دلا دیا گیا ہے - اس کو بتا دیا ہے اور وہ مان بھی جاتا ہے کہ یہ غلطی قومی مفاد کے خلاف ہوئی ہے تو چاہئے یہی کہ اس حکم کو واپس لیا جائے یا اس حکم پر نظر ثانی کی جائے لیکن یہ عجیب طرح کی انا ہے کہ قوم اور ملت کا نقصان ہو رہا ہے لیکن افسر صاحبان کہتے ہیں کہ ہماری قلم سے جو کچھ نکل گیا ہے وہ درست ہے - اس کو ہم مٹا نہیں سکتے اس لئے ایسی غلط قسم کی انا کو میرے خیال میں قومی مفاد کے پیش نظر ختم کر دیا جائے اس کو چھوڑ دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا -

جناب والا ! ہندوستان کی فضائی کمپنی Air India نے sports goods کے پارسل کے ایک انتہائی قلیل سپیشل نرخ مقرر کر رکھے ہوئے ہیں تاکہ گاہکوں کو مال بھی جلد سے جلد پہنچ جائے اور برآمد کنندگان کو کم سے کم اس کا کرایہ ادا کرنا پڑے - ہمارے برآمد کنندگان نے بھی PIA کو approach کیا اور جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے کہ منسٹری آف کامرس نے بھی PIA کو approach کیا ہے کہ وہ بھی اس قسم کا کوئی انتظام کریں - لیکن انہوں نے میری اطلاع کے مطابق معذرت کا اظہار کر دیا ہے اور مجھے خوشی ہوگی اگر محترم قائم علی شاہ صاحب اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں - حال ہی میں محترم قائم علی شاہ صاحب نے سیالکوٹ سے ہو کر آنے کے بعد اس سلسلے میں ایک دو اچھے کام کئے ہیں - وہ خود بتائیں گے - لیکن ایک آدھ کا میں بھی ذکر کر دیتا ہوں - مثال کے طور پر صنعتکاروں کا یہ مطالبہ تھا کہ artificial leather بنڈل کے حساب کے ذریعے import کرنے کی اجازت تو ہے لیکن اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے import کرنے کی اجازت نہیں ہے - صنعتکاروں کا کہنا تھا کہ بھئی اس طرح ہمارا زیادہ روپیہ صرف ہوتا ہے اور زرمبادلہ بھی زیادہ صرف ہوتا ہے اور ہماری لاگت بھی زیادہ آتی ہے - اس لیے ہمیں چھوٹے ٹکڑے امپورٹ کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ ہم نے اس کو کاٹ کر ہی استعمال کرنا ہے - ہاکی کے ہینڈل پر چڑھانا ہے - کرکٹ کے بلے کے ہینڈل پر چڑھانا ہے یا tennis پر چڑھانا ہے - لیکن حکومت ابھی تک نہیں مان رہی تھی اور محترم قائم علی شاہ صاحب کے وہاں سے ہو کر آنے کے بعد ہماری حکومت کی طرف سے یہ حکم جاری ہو چکا ہے - اس کو joblot کہتے ہیں کہ صنعت کار مصنوعی چمڑے کو joblot کے طور پر import کیا جا سکتا ہے کوئی پابندی نہیں ہوگی - کہ صرف تھانوں کے حساب سے artificial leather منگوایا جائے باقی باتیں وہ خود ارشاد فرمائیں گے اور مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ وہ وہاں تشریف لے گئے اور انہوں نے جو کچھ وہاں سے سنا اور دیکھا اور اس پر کسی حد تک عمل کرنے کی کوشش کی کیونکہ شاید ان کی بھی کوئی مجبوری یہاں ہو کیونکہ اس صنعت کے ساتھ کئی ڈویژن کا واسطہ ہے اور شاید بعض ڈویژن ان سے persuade نہ ہو سکے ہوں یا کوئی اور صورت ہو اور اسی طور پر مجھے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ محترم وزیر تجارت بھی آجکل سیالکوٹ تشریف لے جا رہے ہیں - کیونکہ یہ مسئلہ جتنا میرے نزدیک اہم ہے اتنا ہی ان کے نزدیک بھی اہم ہے اور مجھے اس بات کا احساس ہے - لیکن انہیں کچھ مصروفیت ہے اور وہ بیرون ملک جا رہے ہیں اور مجھے توقع ہے کہ شاید واپسی پر وہاں ضرور تشریف لے

[Khawaja Mohammad Safdar]

جائیں گے اور جو کچھ وہ کر سکتے ہیں وہ کریں گے - جناب والا ! اس سلسلے میں یہ درخواست کروں گا کہ ایک دقت اور ہے جو کہ ابھی حال ہی میں گورنمنٹ نے پیدا کی ہے - ابھی پچھلے سال فنانس ایکٹ کے ذریعے یہ حکم ہوا ہے - کہ جو لوگ صناع بھی ہیں اور برآمد کنندہ بھی ہیں - ان کو تو انکم ٹیکس میں rebate دی جائیگی لیکن جو صناع نہیں ہیں صرف برآمد کنندہ ہیں ان کو انکم ٹیکس میں rebate نہیں دی جائیگی - پچھلے سال سے پہلے یہ بات نہیں تھی اور ہر شخص کو خواہ وہ manufacturer ہو یا صرف برآمد کنندہ ہو اس کو انکم ٹیکس میں rebate ملتی تھی - سوال یہ ہے - کہ ہم نے ہر وہ طریقہ اختیار کرنا ہے جس سے ہماری cost of producation لاگت کم ہو - تاکہ ہم دوسرے ممالک کا مقابلہ قیمت کے لحاظ سے کر سکیں اس وقت اس سلسلے میں ہمارا مقابلہ ہندوستان چین اور تائیوان سے ہے اور ہمارے وزیر صنعت یقیناً اس سے واقف ہوں گے کہ بیڈمینٹن ریکٹ اب سیالکوٹ برآمد نہیں کرتا کیونکہ وہ تمام کا تمام کاروبار تائیوان لے گیا ہے بلکہ سیالکوٹ کو اس مارکیٹ سے بالکل نکال دیا گیا ہے کیونکہ تائیوان والے machine made بیڈ مینٹن تیار کرتے ہیں جو ہم سے زیادہ خوبصورت اور قیمت میں بھی ہم سے کم ہیں کیونکہ وہ machine پر تیار کرتے ہیں اور ہمارے صنعت کا یہ حال ہے کہ وہاں کوئی کارخانہ نہیں ہے جس کو کارخانہ کہا جا سکے لوگ اپنی ڈیوڑھیوں میں اور اپنے مکانوں کے کمروں میں دو دو چار چار کاریگر لے کر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ انتہائی قسم کی گھریلو صنعت ہے ابتدائی قسم کی گھریلو صنعت ہے اگرچہ جہاں تک دستکاری کا تعلق ہے دنیا کے ساتھ ہم اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن جب لاگت بڑھ جائے تو اس کا کوئی حل ہمارے پاس نہیں ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ کسی نہ کسی طور پر sports goods کی لاگت قیمت کم کرنے میں ان صنعت کاروں کی امداد کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو شکایات میں نے عرض کی ہیں ان کو رفع کیا جائے - ہندوستان اپنے برآمد کنندگان کو ۳۰% کے سے نقد امداد دیتا ہے اور F.O.B. پر جتنی قیمت کا مال برآمد کرتے ہیں اسی قیمت پر ۳۰% cash subsidiary حاصل کر لیتے ہیں اور محترم وزراء صاحبان اس سے انکار نہیں کریں گے کیونکہ ان سے میری گفتگو بھی ہوئی ہے اگرچہ ان کی اپنی arguments ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ اس طرح ہم اپنے برآمد کنندگان کی cash subsidy سے امداد کریں گے تو وہ شاید یہ مفاد گاھک اپنی طرف transfer کر لے اس لئے وہ کسی اور رنگ میں ان کی امداد کرنا چاہتے ہیں - اس لئے گورنمنٹ کسی اور رنگ

میں امداد کرنا چاہتی ہے تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کس رنگ میں امداد کرنا چاہے ہیں ۔ جناب والا ! یہ میری چند گذارشات تھیں اور میں نے اس مسئلہ کو ایک قومی مسئلہ سمجھ کر ، قومی نقصان سمجھ کر اور قومی ضیاع سمجھ کر اس معزز ایوان میں پیش کیا ہے ۔ مجھے یہ کہنے میں خوشی ہے کہ دونوں وزراء صاحبان جو اس وقت اس معزز ایوان میں تشریف فرما ہیں اور جن کا تعلق اس صنعت سے زیادہ ہے ان دونوں کو اس بات کا احساس ہے کہ یہ قومی مسئلہ ہے ۔ جناب والا ! اگر یہ کسی شہر کا مسئلہ ہوتا تو میں اس کو کبھی اس ایوان میں پیش نہ کرتا اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان قومی مسائل کے لئے ہے شہری مسائل کے لئے نہیں ہے ۔ جناب والا ! ان گذارشات کے ساتھ میں محترم وزراء صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مسئلے پر اپنی اولین توجہ اور مؤثر توجہ دیتے ہوئے اس صنعت کو مؤثر امداد دیں گے ۔

Thank you very much.

Mr. Chairman : Thank you .

جی اب حاجی صاحب تقریر کریں گے ۔

حاجی نعمت اللہ خان : جناب چیئرمین صاحب ! سیالکوٹ شہر اپنی سپورٹس اور سرجری میں All India کے وقت سے مشہور ہے ۔ سیالکوٹ شہر نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں جس بہادری ، تحمل اور دلیری کا ثبوت دیا ہے یہ پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا ۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اس پارلیمنٹ کے ممبر محترم جناب خواجہ محمد صفدر صاحب نے جو تقریر کی ہے وہ بڑی تعمیری کی ہے ۔

خواجہ محمد صفدر : حاجی صاحب میں ہمیشہ تعمیری تقریر کرتا ہوں ۔

حاجی نعمت اللہ خان : جناب والا ! اس سلسلے میں جناب خواجہ صاحب نے کچھ تجاویز بھی بتائی ہیں کہ کس طرح ہماری انڈسٹری بڑھ سکتی ہے ۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ شروع میں سیالکوٹ کی ایکسپورٹ کا جو ٹارگیٹ گورنمنٹ نے رکھا تھا وہ ٹارگیٹ انہوں نے اس حد سے زیادہ کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ کی توقع بڑھ چڑھ کر ہوگئی ہے ۔ لیکن ۱۹۷۵-۷۶ء میں جو ۲۵ کروڑ ٹارگیٹ تھا وہ گھٹ کر یکدم آٹھ کروڑ ہوگیا ہے اس کی وجہ بھی وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کس وجہ سے اتنی کمی ہوگئی ہے ۔ لیکن یہ وزیر متعلقہ کا کام ہے کہ وہ بتائیں کہ اتنی کمی کیوں ہوئی ہے ؟ جناب والا ! اس سلسلے میں میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس انڈسٹری کے لئے ان لوگوں کو encouragement ہو جائے گی جس طرح چمڑے کی مہنگائی ہے اور انہیں ارزاں purchase نہیں مل سکتی جہاں تک

[Haji Naimatullah Khan]

Bank facilities اور باقی کریڈٹ کا تعلق ہے وہ پہلے پچاس ہزار تھا لیکن اب پچیس ہزار ہوگیا ہے - کم از کم اگر زیادہ نہ ہو تو اس پرانے کو maintain کیا جائے تو یہ بھی بڑی درست بات ہے - اس طرح انہوں نے postal rates کا کیا ہے اور وہ زیادہ ہیں - تو اس سلسلے میں گورنمنٹ کا اور خاص کر عوامی گورنمنٹ کا یہ فرض ہے اور اس کی یہ ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے صنعت کاروں کو encouragement دے اور دیتی ہے اور کافی سہولیات دیتے ہیں - انہوں نے postal rates کے متعلق بھی فرمایا ہے - اگر باقی چیزوں کے لئے postal rates زیادہ ہوں تو اس کی کوئی فکر نہیں ہے لیکن انڈسٹریز کے لئے سہولیات کا میسر ہونا ضروری ہے کیونکہ اس کا اثر برآمدات پر پڑتا ہے - اس لئے کہ ہم ہندوستان اور باقی ملکوں کے مقابلے میں برآمدات کرتے ہیں - تو جب تک یہ تمام سہولیات ان صنعت کاروں کو نہ مل جائیں یہ کس طرح اپنی برآمدات زیادہ کریں گے اور جو ۲۵ کروڑ سے کم ہو کر آٹھ کروڑ ہو گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو سہولیات میسر نہیں ہیں - اس لئے برآمدات کو بڑھانے کے لئے صنعت کاروں کو encouragement کی ضرورت ہے - اس کے علاوہ آپ کو پتہ ہے کہ hand-made مشینری میں بڑا فرق ہے - اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ سیالکوٹ کے بڑے ہوشیار آدمی abroad بھیجے جائیں اور جو سپورٹس اور سرجری کے لئے بہترین مشینری ہو وہ باہر سے درآمد کرکے اگر سیالکوٹ میں instal ہو جائے اور گورنمنٹ انہیں facilities and encouragement دے دے تو انشاء اللہ سیالکوٹ صنعت کاری کے معاملہ میں دنیا کے تمام ملکوں سے برتری لے جائے گا - اس طرح سے پاکستان کی برآمدات اور exchange کا بھی کافی فائدہ ہوگا - ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی گذارشات ختم کرتا ہوں - شکریہ

Mr. Chairman: Thank you very much. Would any other gentleman like to speak before the Mr. Minister winds up? Yes, Mr. Masud Ahmad Khan.

جناب مسعود احمد خان: جناب چیئرمین ! میں نے جناب خواجہ صاحب کے خیالات سنے اور جناب حاجی صاحب کے بھی سنے - یہ سپورٹس میں جو decline ہوئی ہے اس کی وجہ اور چند ایک آئیٹم کا جناب خواجہ محمد صفدر صاحب نے حوالہ دیا ہے - لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس کی وجہ مہنگائی نہیں ہے بلکہ سپورٹس گڈز کی جو کوالٹی ہے اس میں بھی یقینی طور پر deterioration ہوئی ہے - جناب والا ! میں کھیل سے متعلق رہا ہوں اور پاکستان کی نمائندگی کھیل کے میدان میں باہر بھی کرتا رہا ہوں اور میں بڑی اچھی طرح اس بات سے واقف ہوں کہ سیالکوٹ کا وہ

جو آج سے دس سال پہلے ایکسپورٹ ہوتا تھا تو وہ اس پر Dunlop یا Slazanger کا نشان لگا کر واپس اس ملک میں بھیجتے تھے اس لئے کہ اس وقت ان کی کوالٹی بہت اچھی ہوتی تھی - ہاکی سٹک ، کرکٹ کے bat ' ہاکی کے بال یا کرکٹ کے بال ان سب کی بہت زیادہ مانگ اس لئے تھی کہ جہاں ان کے rates competitive تھے وہاں ان کی کوالٹی اچھی تھی -

جناب والا ! جناب خواجہ صاحب نے سرجیکل instruments کا حوالہ دیا ہے اور میں اب جارڈن کے اخبار کا حوالہ دینا چاہتا ہوں - گو یہ ایک پالیسی میٹر ہے اور اس august House میں پالیسی میٹر پر وزراء صاحبان ارشاد فرمائیں گے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت پاکستان کا سپورٹس کا جو مال باہر بھیجا گیا اس پر ہمیں یہاں کافی بدنامی کا سامنا کرنا پڑا - باہر سے جو تاجر لوگ یہاں آتے ہیں ان کو سامان جو دکھایا جاتا ہے وہ اور ہوتا ہے مگر جو سامان ایکسپورٹ کیا جاتا ہے وہ کسی حد تک اس کوالٹی کا نہیں ہوتا جو دکھایا جاتا ہے - خصوصاً سپورٹس گڈز سے متعلق تو وہ لوگ دل برداشتہ ہیں - میں ایک پاکستانی کی حیثیت سے اور اس وقت کے ایک کھلاڑی ہونے کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں کہ جب مجھے ان باتوں کا بیرون ملک جا کر پتہ چلتا تھا کہ ہاکی سٹک جس کو ہم سیالکوٹ میں دیکھ کر آئے تھے وہ ہمیں یہاں نہیں ملتی تو ہمیں اس بات سے یقینی طور پر ندامت ہوتی تھی - میں سمجھتا ہوں کہ ایکسپورٹر کو یقینی طور پر حکومت کے تعاون کی ضرورت ہے مگر اس حد تک کہ وہ اپنا ایکسپورٹ کا مال اور سامان دیانتداری اور ایمانداری کے ساتھ بھیجیں گے یعنی جو quotation انہوں نے بیرون ملک کو دی ہے اسی حال میں وہ سامان ایکسپورٹ کریں گے - تو پاکستانی ایکسپورٹرز جو سیالکوٹ سے تعلق رکھتے ہیں اگر وہ quality maintain نہیں کریں گے تو یقینی طور پر اس بات میں پاکستان کو شدید خطرہ لاحق ہوگا کہ ہمارا زر مبادلہ اس شعبہ کا کم ہوگا - لہٰذا ہمیں اس کوالٹی کو improve کرنا ہوگا - ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں - شکریہ -

Mr. Chairman : Thank you.

(More than one members stood up.

Mr. Chairman : Who will wind up ?

Syed Qaim Ali Shah Jillani (Minister for Industries, Kashmir Affairs and Northern Areas) : I think the Commerce Minister will wind up, but I will say a few words in this connection.

[Syed Qaim Ali Shah Jillani]

Mr. Chairman, Sir, about the difficulties which have been projected by Khawaja Mohammad Safdar I would like to say that some of them might be correct. We give importance to this industry. It is a very important and an export orientated industry. It is not only the sports goods industry but also the surgical goods industry and is also export orientated.

Now, these industries are very old industries and they have been quite popular in the world markets. It was, therefore, that as soon as I took over as Industries Minister, I was directed by the Prime Minister to go to Sialkot and see on the spot the situation prevailing in the sports goods industry and surgical industry. This shows not only the eagerness of the Government, but that we are well aware of the problems and difficulties of the different other industries, but of these two industries in particular. Therefore, I paid a visit to Sialkot and had a number of meetings with the sports goods industry representatives and surgical goods industry representatives. Not only myself was there but the representatives of different Ministries were also present there in order to thrash out all the problems on the spot and whatever point of view the representatives of sports goods industry gave, the replies were given from the respective Ministries then and there, and we tried to satisfy them, and I have no hesitation to say that when we ended the meeting they went quite satisfied and we took on the spot decisions in certain matters also.

Now, over and above the things which, I think, Khawaja Sahib has mentioned is the question of ten points. I have not been able to follow his complete speech, as I came subsequently, but there were ten important points raised by the sports goods industry representatives. I will try to highlight those ten points, and the actions the Government has taken. I would like to venture to mention those actions.

Now, they raised a point that India is giving cash subsidy of 30 to 33% on FOB cost on exports. The second point raised was the refund of customs duty on exports. The third point raised was increase in foreign agents commission. Fourth point raised was for credit facilities under Export Refinancing Scheme. Fifth point raised was removal of curbs on foreign travels. Sixth point raised was increase in time limit for repatriation of export earnings. The seventh point raised was for availability of commercial intelligence. The eighth point raised was duty free import of tanned leather. The ninth point raised was for permission to import job lot artificial leather and 10th point raised was for opening of local offices of Controller of Imports & Exports. These were the main points raised. Now, out of these, Sir, we took the decisions on the spot on some of the major items. For example, they say that the commission of the agents has been decreased by the State Bank. I was in contact with the State Bank people and the Finance Ministry, and they by conceded raised the commission, and that decision was conveyed to them there and then. About the refund of customs duty, that means rebate on exports, I gave time-limit to the people after consulting the Finance Minister, and I told them that within two months these dues had to be cleared, and I am happy to say that mostly these dues have been cleared within those two months, and when the representatives met me here in Islamabad, they were quite satisfied with the performance of the customs people. The other point raised was, Sir, about duty free import of tanned leather. Now, on that also, I have no hesitation to say that we

have taken an action, and permission will be given to import job lot. The Commerce Ministry was contacted. I think the Commerce Minister will be in a better position to highlight this but in a meeting they conceded and they say they will look into this and they will give this facility as Khawaja Sahib has said.

Now, Sir, we are really eager to see that this industry should be given suitable and reasonable incentives. It is not because of any policy of the Government that these industries have faced this problem, but it is because of overall conditions, Sir, as we have been repeatedly saying, that international recession and delayed impact of recession is still continuing, and this is one of the grounds because of which there has been little bit slackness in exports.

Now, the other point the representatives themselves conceded was that the season when their exports get boosted up is from April to September and October. Then after October there is slackness in their market. This has happened not this year but during a number of years before also. Therefore, if Khawaja Sahib has quoted the figures of this year between July to December, I would say that those two or three months are also included in this period which is a slack period, and I am told that now after April the exports have started picking up because of a number of measures the Government has taken and still the Government is trying to take more measures in order to see that they get encouragement, and we will try to give reasonable incentives. Whatever reasonable incentives are needed, we will try to give to this industry.

Now, Sir, I do not know whether Khawaja Sahib quoted these figures, the Commerce Minister will be in a better position to give figures. I have also figures of July-December of last year. Between July and December the exports were of the order of 10.8 million dollars. This year July-December, the exports are of the order of 8.7 million dollars. So, the decrease is about one point some million dollars. Now that is not very much substantial. Of course, decrease is there but it is not very much alarming so to say so that we should be alarmed but as I said in spite of that the Prime Minister was so much anxious that he immediately asked me to visit this area and try to satisfy these people, have a meeting with them and try to give decisions on the spot as far as possible.

So far as the policy matters were concerned subsequently we had a meeting with the concerned Ministries, and we thrashed out those matters. Sir, we have given facilities to this industry.

Now the main demand of this industry is of cash subsidy, direct cash subsidy which India is giving. Now, I had a discussion with these people. Although India, perhaps, might be giving cash subsidy but India is not giving the other incentives which we are giving. So comparatively if the cost of production in India is compared with the cost of production of this industry in Pakistan, than I think we are not, these people are not loosers.

Now, Khawaja Sahib has also given the ratio proportion of exchange rate of, perhaps, Indian and Pakistan. I would say that Pakistan currency has still substantial age over Indian currency in spite of the fact that India has revalued its currency recently. Still, Sir, the exchange rate as compared to dollar between India and Pakistan is that Indian rupee value

[Syed Qaim Ali Shah Jillani]

as compared to dollar is about 8.80 whereas the Pakistan rupee value is 9.90. There is an age of about one rupee ten paisa over Indian. That is helping our exporters in a way to get more money in terms of rupees as against dollars. So, Sir, in comparison to India in this connection also the Pakistani exporters have definitely age over India so far currency is concerned.

Then, Sir, other number of measures have been taken by the Government. The export of raw hides and skins was banned, import duty of 25% *a v.* has been removed with effect from 3rd February, 1976 on the raw imported hides and skins because they say they were not getting quality hides and skins. Therefore, the import duty has been removed and then we have set up tanneries in Gujranwala in consultation with the UNIDO and those experts are giving us the expert advice to improve the quality of leather. As I said, Sir, number of measures have been taken. The other point which was raised by Khawaja Sahib is about PIA flights. Now PIA has on the contrary, I would not mention this fact, but I would say that as compared with India, PIA has given better facilities to these people, and they have conceded in my presence when the representative of PIA informed them that they have given better facilities and freight charges of PIA as compared to India are much less so far as sports goods or surgical goods are concerned because mostly the surgical goods are being exported through air.

Then Sir, the other point was raised about the wood which they are using in the hockey sticks and in the tennis rackets. They say that they are getting wood at very high costs. Now the representative of the Punjab Government was there, because it was provincial subject and also the Minister for Forest was there, he said, it is monopoly procurement and nobody else is procuring except these people and if they compete themselves, the Government will be happy and then Sir, this special type of wood is only used for these goods, so in that connection also the Minister tried to convince them that if they do not compete, well basic rates, we fix and after that if they come in auction and quote their own rates, we cannot help it, they compete between themselves. The other point which has been made by the honourable Senator is very important factor and Khawaja Sahib should also concede in this connection that they have to improve the quality of goods. The quality to a certain extent has gone down. If they want to compete in the international market, then they will have to show their work and their quality even if the goods are quite expensive, even if they may be comparatively selling at higher prices but if the quality is good, then definitely the people will be attracted and they will purchase these goods. So I have told them also that they should improve their quality. They were complaining that they are not getting better quality leather and I said, we have made arrangements and tanneries have been set up in Gujranwala for this purpose and they will get better quality leather and if they improve the quality of their goods, I do not think they will fell in difficulty in selling their goods in the international market.

Finally, I would subject Sir, that they have banking facilities also. The Bank people were there and in my presence as well as in their presence, some of them said that they were not getting banking facilities but on the contrary bank people said that although they are the regular customers but they have not got substantial deposits in the bank

but in spite of that, because of their best performance, they have been making advances to them. They have been making advances freely to those people who have got regular business with these banks. Sir, we are still thinking to take certain other measures so as to boost up export and still some measures are under consideration which might be takon in the near future.

So, we are very much alive to the problem of this industry specially, and we will definitely like to see that this industry should prosper, and I think Khawaja Sahib must have noted in the past few years that the export has been quite encouraging and export has been increasing from 1971-72 when it was 8.7 million dollars and it went to 46.6 million dollars. So it has been encouraging because of the various measures which the Government has been taking. So in future also we will take substantial measures and see that the industry should prosper and it should compete in the international market.

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, one or two points were left, and I want to speak.

Mr. Chairman : After you, the debate will be rounded off. Yes, you may speak.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! محترم سینیٹر مسعود خان صاحب نے یہ گلا کیا ہے کہ سیالکوٹ کے سپورٹس گڈز کی کوالٹی اچھی نہیں ہوتی اور وہ خود کھلاڑی ہیں جانچ سکتے ہیں ان کو ذاتی شکایات بھی ہے اور جب وہ بیرونی دنیا میں کھیلنے کے لئے گئے تھے تو وہاں بھی ان کو شکایات ملیں ۔ میں جناب والا ! ان کی تردید نہیں کرتا اور نہ کرنا چاہتا ہوں جہاں کروڑوں روپے کا مال باہر جاتا ہے اس میں کچھ lots خراب ہوتی ہوں گی ۔ ضرور ہوتی ہوں گی میں مانتا ہوں لیکن اگر کوالٹی کے اعتبار سے ہم اتنے ہی پست تھے جیسا کہ محترم سینیٹر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے ۔ تو جیسے ابھی سید قائم علی شاہ صاحب نے مجھے گواہ بنا کر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قیام پاکستان کے بعد بتدریج بلکہ سرعت کے ساتھ ہماری ایکسپورٹ بڑھ رہی ہے ۔ اگر ہم اتنا ہی گندہ مال باہر بھیج رہے تھے تو ۔ ۔ ۔ قیام پاکستان کے وقت چند لاکھ روپوں سے زیادہ ایکسپورٹ نہیں تھی اور آج ہمیں ملکی برآمدات چوتھا یا پانچواں مقام حاصل ہو گیا ہے ہماری ایکسپورٹ میں اگر اس صنعت کی کوالٹی اتنی ہی گندی تھی تو میں محترم سینیٹر صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ باہر کے لوگ ہمارا مال پھر خریدتے کیوں ہیں ؟ اس پوائنٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جہاں بیس کروڑ یا بائیس کروڑ روپے کا سامان جاتا ہے وہاں دس ، پانچ بیس لاکھ روپے کا سامان ۔ ۔ ۔ یا ممکن ہے اس میں ایک فیصد یا دو فیصد یا تین فیصد خراب مال بھی چلا جاتا ہو اور میں اس کی بھی وجوہات بتاتا ہوں ۔ جناب والا ! کراچی میں ہماری صرف ایک پورٹ ہے اور وہاں اتنا رش

[Khawaja Mohammad Safdar]

ہوتا ہے کہ مہینوں وہاں مال پڑا رہتا ہے - فٹ بال کا سامان چھوڑے کا ہوتا ہے جب وہ دو مہینے کراچی میں ڈمپ ہوا پڑا رہے پھر مہینہ بھر، پندرہ دن جہاز میں پڑا رہے تو ظاہر ہے دوسرے ملک میں جاتے ہوئے مرطوب آب و ہوا کی وجہ سے خراب ہو جائے گا - کئی اور خرابیاں ہو سکتی ہیں اور اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں - کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ ہماری برآمدات نہ صرف ہمارے لئے زرمبادلہ کمانے کا باعث ہوں - بلکہ ہمارے لئے نیک نامی کمانے کا بھی باعث ہو - مجھے محترم سینیٹر صاحب سے اتفاق ہے لیکن یہ کہہ دینا کہ یہ سارا مال بائیس کروڑ روپے کا جو سال بھر میں جاتا ہے یہ سارا گندہ جاتا ہے تو یہ اپنے ملک سے زیادتی کرنا ہے -

جناب مسعود احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر -

خواجہ محمد صفدر : یہ پوائنٹ آف آرڈر کس بات پر ہے -

جناب چیئرمین : مجھے پوچھ لینے دیجئے -

خواجہ محمد صفدر : پوچھ لیں -

جناب مسعود احمد خان : میں نے جناب پورے مال کے متعلق بات نہیں کی کہ بائیس کروڑ روپے کا جو زرمبادلہ کماتے ہیں - وہ تمام سامان ناقص جاتا ہے - قائم علی شاہ صاحب نے بھی کوالٹی پر زور دیا ہے میں نے بھی کوالٹی کی بات کی ہے - کہ کوالٹی یقینی طور پر گری ہے - آپ نے خود تسلیم کیا ہے کہ وہ بیڈ منٹن ریکٹ جو پاکستان بناتا تھا وہ تائیوان والے بنانے لگ گئے ہیں - اس کی بھی وجہ بتائیں نا -

خواجہ محمد صفدر : میں نے وجہ بتائی ہے آپ نے سنی نہیں پوائنٹ آف آرڈر اس قسم کا تو نہیں ہوتا - بہرحال یہ آپ کا کام ہے - تائیوان نے بیڈ منٹن ریکٹ مشینری پر بنانا شروع کیا ہے اس کے ہینڈل میں جو راڈ ہوتی ہے وہ لوہے کی ہوتی ہے - وہ زیادہ خوبصورت ہے اس کا پینٹ زیادہ بہتر ہے - مشینری کے ذریعے پینٹ کیا جاتا ہے اور ہم سے سستا پڑتا ہے ہم ہاتھ سے بناتے ہیں - ہم اس قسم کی خوبصورتی نہیں لا سکتے جس قسم کی خوبصورتی مشینری سے آتی ہے - میرے بھائی جس چیز کے متعلق آپ کو علم نہ ہو بہرحال میں اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا -

تو جناب والا ! میں ایک بات خصوصیت سے محترم وزیر تجارت کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک اس صنعت سے متعلق صنعت کار

traditional مال بناتے رہے ہیں - ہاکی بناتے ہیں فٹ بال بناتے ہیں گیند بناتے ہیں کرکٹ بیٹ بناتے ہیں - ٹینس ریکٹ بناتے ہیں - علی ھذاالقیاس یہ traditional صنعت ہے - اس سے اس شہر کا تعلق ہے مگر وہاں کے صنعت کار یہ چاہتے ہیں کہ وہ اور قسم کی نئی نئی صنعتیں بھی شروع کریں جس سے ہم زرمبادلہ کما سکیں ان سے یقیناً ان کا ذاتی فائدہ بھی ہو گا - مثلاً skate skiies Finishing rods and tackles یہ اشیاء پاکستان میں کہیں نہیں بنتیں - ہمارے پاس know-how ہے ہم یہ تمام چیزیں جنہیں winter games کہتے ہیں - یہ تیار کر سکتے ہیں - لیکن ان کے لئے مشینری کی ضرورت ہے - کیوں کہ اس میں اگر تھوڑی سی بھی خرابی ہو - جیسا کہ مسعود احمد صاحب نے ارشاد فرمایا ہے تو وہ خرابی ہرگز قابل برداشت نہیں ہوگی - اس سے کسی کی ٹانگ ٹوٹ جائے گی - کسی کی ہڈی ٹوٹ جا‌ئے گی - ان اشیاء کی measurements درست ہونی چاہئیں accurate - ہونی چاہئیں - ان کی تیاری کے لئے جناب مشینری کی ضرورت ہے اور اگر میں وزیر تجارت کی خدمت میں یہ درخواست کروں کہ اگر کوئی صنعت کار اس قسم کا سامان جسے winter games کہتے ہیں بنانے کے لئے تیار ہو ہمارے ملک میں اس کی لاگت نہیں ہے یہ سب کا سب Export ہو گا تو کیا میں یہ توقع کر سکتا ہوں کہ اس قسم کا سامان تیار کرنے کی مشینری پر جو روائتی فیصد درآمدی ڈیوٹی ہے وہ معاف کر دی جائے گی - یہ ایک incentive ہوگا - ایک ترغیب ہو گی کہ وہ باہر سے مشینری منگا سکیں - اور زیادہ سے زیادہ دس - بیس - پچاس لاکھ روپیہ کی مشینری ہو گی - چونکہ قیمتیں بڑھ گئی ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ ایک کروڑ کی مالیت کا ہو -

تو اس پر کتنی درآمدی ڈیوٹی بن جائے گی - گورنمنٹ کے خزانے کا بڑا نقصان نہیں ہو گا - آخر میں جناب والا ! میں پھر ایک بار پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میں وزیر صنعت کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے چند اچھے اقدامات کئے ہیں - وہ سیالکوٹ تشریف لے گئے اور مجھے توقع ہے کہ میرے بڑے عزیز دوست اور بھائی محترم میر افضل خان صاحب وزیر تجارت بھی اولین فرصت میں ان صنعت کاروں کو ملنے کے لئے تشریف لے جائیں گے اور جو کچھ ہو سکا اس صنعت کی امداد کے سلسلے میں وہ کریں گے -

Mir Afzal Khan (Minister for Commerce and Tourism) : Sir, after the very exhaustive and correct analysis of the situation both by Khawaja Mohammad Safdar and Mr. Qaim Ali Shah, Minister for Industries, there is very little left for me to say because they have analysed the situation quite correctly and also the Minister for Industries has explained all the measures that have been taken by the Government to relieve this position. However, I would like to comment on one or two aspects of this problem which are really very relevant.

[Mir Afzal Khan]

The extraordinary boost to our exports, to which Khawaja Sahib has referred, from the years 1971-72 onwards, is primarily due to a very correct and enlightened decision of the Government of Pakistan, *i.e.*, the present Government, a long delayed decision which was not being taken for very short-sighted political games earlier and that was that Pakistan was maintaining a false rate af exchange. This Government took a very bold and, to an extent, unpopular decision by devaluing its currency by 130%. This naturally no only improved the exports in sports goods and surgical instrument industry but, generally, the exports of Pakistan jumped up considerably. It is an irony of fate that Pakistan could not avail of this decision for very long because within two years of this decision, the international trade was faced with a catastrophic position which perhaps is unprecedented in the economic history of the world First, the world experienced a phenomenal rate of inflation in different countries which was soon followed by a deep recession. These are two very vital reason for decline in the world trade as a whole. First, inflation hits the world at this rate and the buying power of every individual is reduced. Naturally, the sports goods, which are not sheer necessity of life, would be affected. Followed by that was the recession in the world which again affected the buying power of those countries and that also affected the exports. However, these are not the only reasons and I appreciate most of what Khawaja Sahib has said. These points as the Minister for Industries has pointed out to you were raised mostly at Sialkot when he visited that place. Mr. Chairman, soon after I took over this Ministry, I had a full-fledged meeting with the representatives of those industries in Islamabad and these are, more or less, the points which they have repeated at all the levels. I would just briefly explain the factual position and if there is any repetition you will excuse me because most of the measures taken by Government have already been enumerated by the Minister for Industries.

Sir, the basic trouble started with this industry when East Pakistan was separated from West Pakistan and the availability of raw hides became difficult. For that reason alone, the Government placed the import of hides on free list and, as pointed out by the Industries Minister, only two months ago, we have removed the 25% duty from that date. He has also pointed out to you, which is another factor which will help the sports goods industry, that very sophisticated and modern tanneries are being set-up in different parts of the country and I hope that a better quality leather will be available to these industries. Another point that Khawaja Sahib has himself highlighted cannot be ignored and that is the question of machinery-made goods. I have not had the fortune of visiting Sialkot yet but I hope I will do so after my return. I do not know whether there are industrialists or manufacturers who will be in a position to set up these factories in Sialkot but this is one field which, I think, should be investigated because, Sir, as he has himslf pointed out, certain things carry premium if they are hand-made but, on the other hand, there are certain things which do not get this merit. For example, there is no aesthetic sense involved in the person that his suit is hand-stitched and better than the machine-made suit. On the contrary, if you are buying tennis racket or a tennis ball or a football it must conform to exact specifications which sometimes if they are hand-made can go wrong specially the new items that he has mentioned those would have to be precision made. But as you know, Sir, this industry

is entirely in the private sector and it would have to be investigated whether any manufacturer in Sialkot or a few of them getting together can form a group to make the necessary investment and go in for machiery. He has verbally made certain suggestions to me regarding the rebate on import duty on machinery for specific use in sports goods. I will take up this matter because according to his suggestion the sports goods industry, if they wish to import machinery, should be given some rebate or perhaps the duty of 20% on the import of machinery should be abolished in their case because these are very small manufacturers and small businessmen and they should be helped. This is a matter that I would look into. It concerns also the Ministry of Finance and I will see what can be done about that.

Sir, the question of subsidy as pointed out by Khwaja Sahib and the Minister for Industries is one of the main demands of this industry. I think that has come a bit late. It is now a bit late in the day to consider that because India as per her last Finance Bill removed the subsidy. So I think that question really does not arise any more.

As far as the dollar and other currencies are concerned, Mr. Chairman, this also has affected the Pakistan exports because, Sir, most countries as you will recall have also been in one sense or another devaluing their currencis and the strength of the Pakistan exporter through the devaluation which Pakistan had introduced has been eroding from time to time. You will have known, sir, and I am also concerned with other commodities of Pakistan which are exported, there are certain countries which more or less have parallel economies lile Pakistan and those countries have been even devaluing their currencies practically every two months. That also has affected the exports of Pakistan.

As far as banking facilities are concerned I will certainly look into it. I am afraid I have no information on it at the moment. What Khwaja Sahib has quoted I cannot comment upon that one way or the other. However, we shall see what we can do about it. I can only say it here that we have recently proposed and the Government is about to take a decision on one matter which is this. So far we were allowing 10% bank rate for non-traditional goods of exports and the other exports were being charged at 13%. We have recommended that all exports should now be at 10%. That credit facilities should be given to all exports not just the non-traditional items.

Sir, I would not have pointed out the fact of quality because I think as quit rightly pointed out by Khwaja Sahib there are certain thing with them which are best left unsaid because when we ourselves start commenting upon these things, the importers naturally take advantage of this. They say your Government itself accepts the fact that your exports are of low quality so you cannot ask for a certain specific price. However, now that the matter has been commented upon I would be inclined to agree with my friend and the Industries Minister that there have been certain lapses on the part of our exporters. With this boom in the export of sports goods some unethical exporters perhaps imagined that this was a position which was likely to stay indefinitely and there were sub-standard consignment which were sent. Our Commercial Secretary in Rome once told me that a whole consignment was placed at his door step by one of the importers and he said that he was quite shocked at the quality of some of those goods. However,

[Mir Afzal Khan]

this is a matter that we have tried to emphasise on the industry and I hope that they will take this into account.

Sir, Khawaj Sahib's contention that we have resorted to the export of potato and onions to offset our balance of payments, I think, is not correct because the Government in fact has placed curbs on the export of consumable items of food with the expressed purpose to keep the prices at a level which are commensurate with the earning power of the people. However, Sir, there was a very big demand from the growers of potato-es and onions and after a very thorough examination of the case the Government felt that it was correct that these growers were not able to even meet their cost of cultivation. So there was no other way except to allow a certain quantity of export. It has not been allowed without restrictions. We have only allowed certain quantities of potatoes to go out and only a certain quantity of onions and a small quantity also of maize. These measures and these decisions were taken primarily to bring the prices of these commodities to a level which are at least commensurate with there cost of growing.

Sir, another factor which is very relevant in this decline in the export of sports goods is quite rightly the parcel rates and their air freight. Now as far as the air freight is concerned we are in direct competition with the sports goods manufactured in India. India can give better freight rates than Pakistan for only one simple reason. Air India at the time when it was formed India had a lot of old aircrafts and those very old aircrafts they diverted into a subsidiary company which is entirely for carrying of freight and because they are a subsidiary and they are not members of IATA they can charge any freights they like. PIA unfortunately has no such subsidiary and it is also a member of IATA. So we cannot charge freight rates below a certain specific standard laid down by IATA, but this is being looked into. How we can circumvent it, is a matter which is being considered at Government level and I hope that we can find an answer to it.

As far as parcel rates are concerned, Sir, it has also been my endeavour that some form of subsidy should be given for all exports—be it freight rates, be it parcel rates. This I hope is under the consideration of the Government. It is a matter which my Ministry alone cannot take a decision on. It is under the consideration of the Government, and I can assure you, Sir, that this Government attaches the utmost importance to its balance of payments, and the Government is as keen as anyone else to boost its exports and if it is at all feasible a subsidy in freight or parcel rates will be *forthcoming* to exporters.

———

(At this stage Mr. Deputy Chairman took the Chair)

———

Mir Afzal Khan : Sir, then comes the question of wood which is being used primarily in the manufacture of hockey sticks and it is a fact that in the case of this wood as in the case of other wood, the forest

wealth of Pakistan is not very substantial and again by some unethical people it is being depleted faster than it is being replenished. The Federal Government has given categorical instructions to the Provincial Government to encourage the growing of mulberry trees. May be it is also that the prices have gone up, because if the wood is in short supply naturally the manufacturers must be competing with each other as the Industries Minister pointed out. Howevere, I think the answer does not lie in curbing the competition between them because that is not possible. I think the only answer is that the Provincial Government should take interest in this matter and should try to grow more mulberry trees so that the supply position eases and that this is available at a more reasonable price to manufacturers.

As pointed out by the Industries Minister, Sir, certain instructions have gone to the Custom Officials and I hope that the rebate available to exporters will now be more smooth and not as time consuming as it has been so far. So, I hope that the position will be taken care of.

In the case of blue-hides, that Khawaja Sahib has referred to I will look into it. There is an export duty on the export of blue hides. I will look into it. But I must point out to Khawaja Sahib that we are also earning quite a substantial amount from the semi-manufactured hides and we will also have to see that we don't impose such export duty on these hides that exports stop altogether. I have a note from my Department saying here that they have investigated this thing and that the munufacturers in Sialkot are not forthcoming for the machinery. But I hope that some people will be found who have got the requisite means to put up this. As far as the facility of import duty is concerned I can assure him that I will do my utmost that this is done because I know that these are very small businessmen and they need encouragement. Sialkot as a matter of right does not fall in the category of areas which can get a full rebate of import duty.

Mr. Chairman, Sir, through you, I can only request Khawaja Sahib to help us in reaching a more free and a more useful dialogue between these manufacturers and ourselves. I have enumerated what actions the Government has taken and I feel that some of those which we feel should be taken and they have not been taken so far, these are constraints which are being looked into and I hope in due course these will be met. I hope that he is satisfied by the answers I have given and if there are certain things which he does not agree with, I hope when I return from Nairobi I will visit Sialkot again and I hope I will be able to satisfy them more than they have been. Thank you.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much, Mir. Afzal Khan. It is a motion, therefore, it need not be put to vote. It is talked over.

Now, we move on to No. 3.

[Mr. Deputy Chairman]

MOTIONS *RE*: SITUATION ARISING OUT OF SCARCITY OF VEGETABLE GHEE, SLUGGISH GROWTH RATE IN INDUSTRIAL SECTOR, EXTREMELY POOR GROWTH RATE IN AGRICULTURAL SECTOR, REPORT OF NATIONAL FINANCE COMMISSION AND DISPROPORTIONATE SUPPLY OF SUGAR TO DIFFERENT PROVINCES

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! اجلاس شروع ہونے سے پہلے مجھے میرے ایک عزیز دوست محترم سینیٹر کمال اظفر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اس موشن کو جناب وزیر متعلقہ صاحب کے کہنے پر ملتوی کر دیا جائے تو میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس سلسلے میں اصرار نہیں کروں گا ۔ اگر محترم وزیر صاحب فارغ نہیں ہیں تو اس پر بحث کسی اور موقع پر ہو جائے گی ۔ کیونکہ ان کی غیر حاضری میں اس موشن پر بحث کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ موشن فنانس منسٹر سے متعلق ہے ؟

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! کونسا نمبر ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : نمبر ۳ ۔

خواجہ محمد صفدر : نہیں جناب والا ! یہ سید قائم علی شاہ صاحب سے متعلق ہے ۔ جناب والا ! حقیقت یہ ہے کہ میں نے موشن نمبر دو اور تین تیار کئے ہیں ۔ اس سے آگے میں خود نہیں جا سکوں گا ۔ کیونکہ میں آگے تیاری نہیں کر سکا ۔ اگر کسی اور دوست کا اس سے آگے business تیار ہے تو وہ لے لیا جائے ورنہ میں التجا کروں گا کہ اس ایوان کو ملتوی فرما دیا جائے ۔

Mr. Deputy Chairman: What is the sense of the House?

Do you want me to postpone these items. 3, 4, 5, 6 & 7 ?

ان کو کسی اور دن کے لئے ملتوی کر دیا جائے تو کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے ؟

آوازیں : کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

Mr. Deputy Chairman: Item Nos. 3, 4, 5, 6 & 7 are postponed to some other day. Now, we come to Item No. 8. You had already moved the motion. It is for further discussion.

RESOLUTION *RE*: FIXATION OF MINIMUM PADDY PRICE AND PPOCUREMENT OF PADDY DIRECTLY FROM GROWERS INSTEAD OF RICE FROM MILLERS SO AS TO ASSURE FAIR PRICE TO GROWERS

Mr. Afzal Khan Khoso: All right, Sir. It is for further discussion Sir my resolution relates to rice and paddy. When the paddy is pro-

cessed and hust it turns into rice and the growers call it paddy because that is the form in which we grow it. So, that is the shape I have given to my resolution. I have mentioned the word 'paddy' instead of rice and that means the same. Now, Sir, in my district alone we grow roughly 3 lakh tons of paddy per year and the Government procures rice from district Jacobabad each year. It is a monopoly of the Government to export rice through the Rice Export Corporation. Sir, we have different stages in which we bring our produce to the millers. In my district, first of all, there is a question of bringing our produce to the mandi towns where we fell into the trap of various commission agents. They have their bite from the grower. Then of course it is the miller who also has a cut and that also falls on the grower. Then after that it is processed and sent out to the Government. Sir, I would like to inform this House that we grow on 3 lakh tons of paddy in Jacobabad district alone and this is not the only district where we grow paddy. In Sind alone there are five more districts where paddy is grown. Primarily they are rice growing areas, and these are : Sukkur, Dadu, Larkana, Thatta and another district and the total population that relies upon for the source of income on paddy in Sind alone is more than 60 lakhs. I think there are a lot of paddy growers in Punjab and there might be a lot of paddy growers in Punjab, and there might be a few in Baluchistan, and, of course, a few in the Frontier Province. So out of the total of 60 million people I would not be surprised if for about 25 million people this is the only source of income, that is, paddy.

Now, Sir, in my resolution I have requested for two things to be considered ; (1) that the Government fix minimum paddy prices, and (2) that instead of procuring rice from the millers the Government should procure paddy directly from the growers in order to assure a fair price to the growers.

Now, Sir, in the case of wheat the Government has fixed procurement price, and, of course, in all other commodities that we grow in Pakistan it is the same. In wheat there are so many qualities ; good quality, bad quality and impurities, all togetger, by the price fixed for wheat is Rs. 37/-, that is the procurement price fixed by the Government. Then the Government sells that wheat to the flour millers and gives them milling charges and certain incidental charges and then takes it back in the form of flour, and gives it to the public.

Similarly, sugar-cane prices have also been fixed and they keep on decreasing and increasing according to the cost of input or other costs. Aslo, Sir, the Government has taken a very right step in fixing the prices of cotton ; what we call 'Bhutti' in our language. When it is processed and ginned then it becomes cotton.

Sir, in the case of these three major commodities their prices have been fixed and they are directly procured by the Government or paddy would not be directly purchased by the Government from the growers instead of in the shape of rice from the millers.

Sir, the main reason why I suggested these two things in my resolution is in order to assure fair prices to the growers. Now I will talk

[Mr. Afzal Khan Khoso]

about prices. Year before last and the last year and this year the rate of procurement of rice was fixed at Rs. 40/- per md. of rice irri variety and Rs. 48/- per md. of Irri-6 variety, special quality we call it. Last year the price was the same and this year also the procurement prices of these varieties are the same. Last year we got an average of Rs. 30/- per md. of paddy Irri-6 variety and this year we are getting an average price of Rs. 24/- in certain cases, that is in my district but in the lower Sind the rates are Rs. 22/- per md. for paddy. That brings the difference from Rs. 6 to 8 per md. of paddy and if you work it out, Sir, what I have worked out in my district alone, the loss to the growers of paddy who grow 3 lakh tons of paddy, is Rs. 5 crores this year alone due to variation in the prices of last year and this year, that we have received. Of course, rice is exported, it is industrialised, but what we want is a bit of rationalisation and that can only come if my suggestion is accepted by the hon'ble Minister and through the Hon'ble Minister by the Government that paddy should be and it could be purchased from the growers. There are no procurement difficulties also. I am myself from the field and I grow paddy. The Government should either fix the price of paddy or procure it directly instead of procuring it from the millers. There are other reasons also. This loss of 5 crores is a great loss. Our rural society is already over-burdened. During the past years the input cost has increased tremendously. It is not a fault of the Government but Governmeut has done its best. It is also the international influence biut that is a fact that the growers in many ways have been effected—I wll mention one or two ways only which affect the growers.

Sir, about a year back, I will just call one instance, of Massey-Ferguson tractors. The Government fixed price was Rs. 37,000 per tractor and, Sir, this year the Government fixed the price at Rs. 62,000/- per tractor. So you can imagine the difference of nearly Rs. 25,000/- for a grower who could buy a tractor for Rs. 37,000/- and who now buys the same tractor for Rs. 62,000/-.

Sir, now I will talk about other costs. I think I will be supported on this. I am giving these facts to the Hon'ble Minister. Three years back the price of a fertilizer bag of urea was Rs. 28/-. It increased from that price to Rs. 35/- and the price of a bag of urea fertilizer then increased to Rs. 75/-. So you can see that for a bag of urea fertilizer we are now paying almost three times, although Government has now brought down the price by Rs. 6/-, as was announced in the newspapers.

Sir, the third input is the labour cost. The labour costs have increased tremendously in the last year and a half to two years. I will put the increase in labour costs at about 150%.

Fourthly, I will give another example. A pair of bullocks of ordinary sort would cost about 3 years back, in my part of the province, Rs. 1,500/- for a good pair of bullocks. It is now costing more than Rs. 4,000/-. We need bullocks also because we are not fully mechanised and we have bullock. So in the last three years the prices of bullocks have increased by 200%. When we take into consideration all these increases and the difficulties in the price of paddy. We are having selling difficulties of Rs. 6/- and 8/- per md. giving to my district alone a loss of Rs. 5 crores. I think it is a great loss to the rural economy, the agricultural class from where we come. I know their plight because

I belong to that class. They are in a fix. They cannot invest now and in another few weeks time will start for growing rice again, the yearly totation. Leaving aside that, Sir, people cannot buy seed, people cannot by tractors, people cannot buy their daily requirements, as things are with the lose of Rs. 5 crores in one district alone.

So, I would, through this resolution request the Government that they should help the growers. The majority of the people, is living in the fields and we do not have roads, we do not have refrigerators, we do not claim to have anything of the sort, all the modern facilities, amenities, luxuries are denied to us, air-conditioners, this, that, that, alright, Sir, but at least we should be able to buy two square meals per day. That is the right of the common man and that right can only be given to him with all the reforms the Government has brought in. The reforms have been washed out, Sir, in what way due to international inflation. This is a practical thing which I am talking about. I have given certain examples of tractors, examples of labour costs, examples or even bullocks and bullock carts, examples of fertilisers, their costs, what they were before and what they are now. There are no hard and fast rules. I am not talking about the diesel prices, these have been increased. Any thing that increases, Sir, affects the grower, any price of any commodity or any factor which reflects upon the grower which he has got to use. Even the daily life requirements have increased due to practical things, international inflation. He has got to buy clothes, he has got to buy food, he has got to buy sugar, he has got to buy every thing and when the prices of all the commodities have increased due to the international inflation then the reforms that have been brought in, certain reforms, their effects have been minimised.

So my suggestion is, Sir, that by fixing paddy prices if that is more practicable, or by purchasing procuring paddy directly from the grower if that is more practicable for the Government, either of these two things, we will ensure two things, one thing a fair price to the grower and second thing, which is of course, the fundamental policy of our Peoples Government, that is the exploitation of the masses must be brought to an end and, Sir, how many exploiters we have got. As I have mentioned, there was the commission agent, he exploits us, they have got the miller, he exploits us, they have got the Rice Export Corporation. Well, I am not talking about the Corporation exploiting us but the agencies, they are exploiting in various forms and in various ways but, Sir, whatever exploitation the agencies adopt, ultimate analysis that goes down to the grower. There are complaints that wages are not available. All right, Sir, then how the wagons get become available, we all know the methods. The miller has got to pay some things extra for the wagon that is passed on the growers. Sir, if the Rice Export Corporation Inspectors resort to certain unhealthy practices with the miller that is passed on to the growers. Millers is not going to pay from his pocket, Sir. So I think if we take away miller and if we take away the commission on agent and we deal directly with the grower of paddy we will be ending these various stages of exploitation. Then the Government can, of course, after buying the paddy from us, they have got their schemes of opening big huge factories, rice factories but till these schemes are finalised and the rice factories are constructed and they go into process there are so many other plants, private plants. They can be acquired or even the paddy purchased

[Mr. Afzal Khan Khoso]

by the Government from the grower could be handed over to the miller and the miller could be paid the milling charges and the Government can take back the rice from them in that case of wheat and flour. It is so simple as that, Sir, and then the Government through Rice Export Corporation can and should and must export. We are not against the nationalisation of export of rice but that will bring some rational and that will increase the earning power of the people so that they can meet the increase in the cost of outputs, increased inputs rather and increase in the costs of daily necessities.

Even in other countries, Sir, I am told, I have made some enquiries, that in India and Sri Lanka paddy prices have been fixed and paddy is directly purchased from the growers in certain cases. We want to do away with this system of exploitation and this is the only way, I can assure the Hon'ble Minister who is sitting here, the only way we can end the exploitation of the growers of paddy is that we eliminate the exploiters. As long as we have the exploiters there will be no chance, there will be no let off. Now, Sir, there might be a certain suggestion that well the market on the other conditions are bad, they have to be regulated and we will regularise them and *Inshallah* every thing will be OK or there might be certain questions like last time I had put a question with regard to this paddy prices and the hon'ble Minister had mentioned that Deputy Commissioners of various Districts where paddy is grown have been instructed to fix fair prices. Well, Sir, this has failed.

I also happened to be the President of the Chamber of Agriculture, Jacobabad District, and I have taken enough pains that paddy prices should be fixed through the Government and we have had since last four years, Sir, this lengthy futile exercise of fixing paddy prices at the District level through the D. Cs. because it cannot, Sir, it is a big economic situation, Sir. It is an economic factor of supply and demand. There is a plenty of paddy coming, Sir, in the markets. There is so much of paddy coming in the markets that those ten or twenty millers, they will just, if the prices are fixed, say that we are not going to purchase at this particular price.

Now, Sir, thirty thousand, forty thousand maunds of paddy in season come daily to one particular 'Mandi' only, Sir, of my District, that is Jacobabad, leaving aside other Tehsil 'Mandis', only one particular District 'Mandi' *i.e.* Jacobabad Mandi, thirty to forty thousand maunds of paddy come every day, Sir, and there are hardly about one dozen Mills or may be fifteen Mills and they have got the monopoly, they all get together. This is a practical difficulty which I am pointing out before the Hon'ble House and for the information of the Hon'ble Minister that they unit. They are fifteen people, it is not very difficult for fifteen millers to get together and then they say alright the price fixed by the D.C. we do not accept. So many days have been wasted, so much of paddy has ruined in our 'Mandis' because of strikes. Who starts, who initiates the strikes, the miller. They decide that we will not purchase at this rate which has been fixed by the DC. We cannot help it. We must send our goods. It is not a commodity that we can keep on for years or store. People have their necessities also. So they keep on sending it to the markets every day.

even if the 'Mandi' is closed they keep on sending. So this suggestion last time made by the Hon'ble Minister that D.Cs. would be instructed to give such facility in practical, Sir, and similarly changing pattern of 'Mandis', I think of the markets, what you would call, I think that is also impracticable in the sense that we have seen that in the last five years at least I have tried through the Government not myself at District level and at divisional level, we have failed. Even at the Chief Minister's level, Sir, that the Chief Minister had been coming there, we mentioned all these facts. It was not done, Sir, because it is an economic factor of supply and demand. There is too much supply of paddy coming to the 'Mandis' and the demand is limited. It is in their hands to buy or not to buy.

So, I would request the hon'ble Minister to consider this factor for the benefit of the growers so that their earning power is increased, so that when their earning power is increased they can meet the costs of inputs and other costs and they can regularise their life, and meet the daily necessities of life, two square meals a day. So I think that is not a big demand that we are making for the ordinary man and I am sure my learned Hon'ble Minister who is sitting here will agree that either fixing of paddy prices at Government level, Sir, not at Deputy Commissioner's level, Deputy Commissioner's level never succeed.

Sir, I can assure the hon'ble Ministes, Sir, at Government level as the Government has fixed prices of various commodities that I have mentioned in my speech or buying the paddy directly from the growers, either of the things which the Government thinks more practical, more feasible may kindly be adopted so that we save the grower on the one side from the various stages of exploitation which is a must and on the other side to increase his earning power. So with these words I thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. Anybody ?

There are three Members who want to speak. I give the floor to Mr. Qamruz Zaman Shah. Yes, Mr. Qamruz Zaman Shah, you may speak.

Mr. Qamruz Zaman Shah : Mr. Chairman Sir, I fully support the resolution moved by the Hon'ble Senator. Sir, he has in great length and in detail, discussed the problem. I would not like to repeat what he has said, but I would like to inform that this resolution has two aspects. In his own discussion, Sir, he was on one side talking about the high prices and high cost of inputs, that means the high cost of producing of paddy and at the same time he was saying that the growers are not getting their proper prices because of the exploitation of the miller.

Sir, the Government has, in various other commodities reach a formula where there is such a demand. Throughout the rice growing areas, the demand had been in the past, to increase the price and the Government has from time to time on the demand of the growers been increasing the price of the rice irrespective of its repurcussion and irrespective of the international market factors. The result was in many cases, lot of rice was lying with the Rice Export Corporation

[Mr. Qamaruz Zaman Shah]

with no buyers abroad or not getting proper price abroad but in spite of that, Government has been increasing the price of rice and whenever some demand is made and whenever grower says that the price should be further increased because what we are getting is not economical, *viz-a-viz*, the cost benefit ratio, the answer from the Government has been, even if we go on increasing the price of rice, so long as you do not get the proper price of paddy, it is no use of increasing the price of rice because it will not only affect the price of rice consumer of rice locally but it will affect the Rice Export Corporation which is otherwise not getting proper price.

Sir in those circumstances, I can request the Government, they can adopt one of the two methods as my friend Mr. Khoso has said that in case of sugar cane the Government has fixed the price of cane and also of the sugar. The Government has worked out the cost of manufacture of sugar, it has given due profit to the mills and fix the price of the sugar, whenever the price of sugar, cane is increased, the price of sugar is proportionately increased to that, which means the Government can fix the price of a commodity before it is processed and after it is processed. My friend talked about cotton, I think cotton is slightly different here. The Government thought they will not be able to fix the price of cotton-seed as he said 'Phutti' because cotton has various varieties. There are so many varieties grown in Pakistan and it will not be proper to fix the price but what the Government has done, it has instructed the Provincial Government and every year before the cotton picking season starts, the Government fixes the ginning charges that this is what the ginning factory is to charge from the grower. The lint price is regulated by the Karachi Cotton Market. The seed price is regulated by the price of oil and a formula has been made out by the Government that price of one maund of cotton lint plus 2 maunds of cotton seed minus the expenses divided by three because the formula is worked out on the basis of 3 maunds of cotton-seed divided by three is equal to one maund of cotton seed, that is what we call 'Phutti'. Now Sir, this kind of formula has immensely helped the grower because the grower canot be cheated. The grower knows the price of lint, the grower knows the price of cotton-seed and he also knows, how much the ginning factory man is to get for 3 maunds, therefore, he makes the calculation.

Now, Sir, in the case of paddy, this kind of thing has not been worked out. If only the Government works out, what is the expenditure of rice husking mill for husking one maund of paddy and converting it into rice, what should be their due profits and what are the bi-products and their prices, if that is fixed, then I think Governmet will be saved from the botheration of buying the paddy. The Government has all along been saying that, Yes, we have been seized with this problem. We know it is very grave problem. We know that in spite of the fact we have increased the price of rice, the grower is not getting his due price of paddy but what we can do We cannot go on increasing the price of rice because of these factors and therefore the miller must be called by the D C. at the local level, there must be settlement between the grower and the miller. I think that kind of thing failed, as my friend Mr. Khoso has said. it has totally failed because unless there is some binding force, this kind of negotiations fail, because at the lower level they can squeeze the poor growers when he brings his paddy

from the field, he brings it to the Mandi or he brings it to the husking mill and the miller tells him I can only give you so much, then what can the poor grower do. He cannot take it back. He cannot take it many miles away to another husking mill and as my other friend also said that these millers have made joint venture, they have decided how much should be the price, therefore, the Government in order to avoid further demand for the increase of price in rice, they should either fix the price of paddy as in case of even wheat, buy it from the grower, give it to the miller, give the miller his due, whatever his charges and profit and then take the rice from him, that will be excellent but if the Government thinks 'No', this whole thing will involve so much expenditure, staff and then so much pilferage here and there and then the other way out is that you make out a formula, the growers must know, when you fix the price at Rs. 40/- for rice, then so much should be the price of paddy. If you fix the price at Rs. 48/-, then so much should be price of paddy.

Sir, I have here worked out a formula for the benefit of the Hon'ble Minister and he would really see from the calculation that I have made out, as to how much the loss per maund of paddy to the growers. Sir, when one maund of paddy goes to the husking mill, 26 seers of clean rice comes out of it. Though the grower has been saying that it gives 28 seers but I take the miller's figures, that 26 seers of full rice comes out of it, then six seers of broken rice comes (4 seers of Bhoosi) which is the powder, two seers is waste and 2 seers which is the outer cover of the paddy. All these things, except the two seers of waste, are sold in the market and at even lower quality the price of which the Government has fixed at Rs. 40/-. It has worked out to Rs. 32/- as the earning of the rice husking mill. When the price of rice is Rs. 40/-, a mill-owner earns out of one maund of paddy Rs. 32 and his expenditure plus profit of fifty paisas if Rs. 4/-.

Khawaja Mohammad Safdar : What is the price of paddy ?

Syed Qamaruz Zaman Shah : The paddy price after deducting his expenditure of Rs. 4 and his profit from this Rs. 32/- comes to Rs. 28/-.

Khawaja Mohammad Safdar : I would like to know the market price of paddy.

Syed Qamaruz Zaman Shah : I am coming to this. What I am saying is that what should be the price of paddy. When the price of rice is Rs. 40/-, the grower should get Rs. 28/- as the price per maund of paddy and he does not get more than Rs. 22/- for that. So, there is a loss of Rs. 6/- per maund. I am prepared to sit with any experts committee. Let the husking mills people be called there because this is what was being said about the cotton ginning also. I am ready because I have worked out every detail as to what is the cost of expenditure on milling. They admit that it is Rs. 1.75 per maund, the drawing is fifteen paisas, the weighment is 12 paisas and the transportation charges plus we give them 50 paisas per maund of paddy as profit. As may friend said, certain mills get 10 thousand maunds of paddy every day. In that case more than 50 paisas per maund of paddy would be........

Khawaja Mohammad Safdar : 10 thousand maunds impossible.

Syed Qamaruz Zaman Shah : Colossal. Anyway, if you keep it to one thousand, 50 paisas per maund......

(*Interruptions*)

Syed Qamaruz Zaman Shah : That is what I was saying. If you increase it to one rupee, the difference is so much. The loss is of Rs. 6/-. Even if we give one rupee more to the millers we will still be saving Rs. 5/- for the grower.

Therefore, my submission is that the Government should work-out the expenditure and fix it every year by a notification as is done in the case of cotton-seed. In the same way a notification by the Director of Agriculture of the province or the Provincial Government or any other Department can be issued every year before the harvesting season that so much will be charged from you and the grower can easily deduct it from the Government price and demand the remainder from the miller. It will be so simple like that and it will avoid all cumbersome procedures. I assure you that in the case of a quick step not taken, there is going to be a lot of demand and pressure on the Government for buying paddy and, I think, that might be more difficult for the Government.

Thank you.

ملک محمد شریف : مسٹر چیئرمین سر ! ابھی ابھی اس معزز ایوان میں میرے دوست افضل کھوسو صاحب نے اپنے ریزولیوشن کا پس منظر بیان کیا اور اس پر اس معزز ایوان کے معزز سینیٹر شاہ صاحب نے کافی روشنی ڈالی ہے اور میں بھی اس کی حمایت میں کچھ اس معزز ایوان میں عرض کرنا چاہتا ہوں جہاں تک paddy کا تعلق ہے یا دھان کا تعلق ہے یہ بھی پاکستان کی زراعت میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا دارومدار growers کی خوشحالی اور اس کی ضروریات پر ہے جہاں تک میرے علم میں ہے میں یہ عرض کروں گا کہ paddy جس وقت تیار ہوتی ہے اور کسان جس وقت اسکو منڈی میں لاتا ہے تو وہ آڑھتی یا mill-owner کی مرضی پر ہوتا ہے کیونکہ جب وہ مال منڈی میں لے آتا ہے اور اس کا جو حشر ہوتا ہے اس سے نہ تو وہ مال واپس لے جا سکتا ہے اور نہ اس کو کسی اور راستے سے dispose of کر سکتا ہے کیونکہ یہ دونوں استحصالی ہستیاں منڈی میں ہوتی ہیں ایک مل اونر اور ایک کمیشن ایجنٹ اب ان کی مرضی کے مطابق اس کے نرخ طے کئے جاتے ہیں اور مختلف قسم کے نقص اس میں پیدا کرکے growers کو disheart کر دیا جاتا ہے اور جو ان کی مرضی ہوتی ہے وہ ریٹ لے کر مال ان سے لے لیتے ہیں اس کے علاوہ growers اپنی فصل کاشت کرنے کے بعد آڑھتی کے پاس آتا ہے اور اس سے اپنی فصل تیار ہونے تک اس سے advances

وصول کر لیتا ہے پھر وہ کاشت کار bound ہوتا ہے کہ وہ اپنی فصل اس کے پاس بیچے اور وہ کمیشن ایجنٹ کی مرضی پر ہوتا ہے کہ جو ریٹ چاہے اپنی مرضی سے fix کر دے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ جب کاشت کار اپنی فصل کاشت کرتا ہے تو اسے تھوڑا بہت advance دے دیا جائے ویسے تو اگر اپنی محنت کا صحیح معاوضہ حاصل نہیں کرے گا تو صاف ظاہر ہے کہ اس فصل کو وہ پھر اگانا چھوڑ دے گا کیونکہ ایک تو یہ cost of production ہے اور دوسرا کاشت کار کی روز مرہ ضرورت زندگی ہے وہ یہ تو نہیں کرے گا کہ خود وہ کہیں اور رہے he should live in some vacuum اور جو حالات ہیں جو اس کو پیش آتے ہیں اور جو اس کی ضرورت ہے ان سے چشم پوشی کرکے اغماز کرکے وہ اندھا دھند ایک کام کرتا جائے گا اور یہ تو انسانی فطرت میں نہیں ہے کہ جس میں کسی کو نقصان ہو وہ اس کام کو بار بار کرے یہ جو paddy یا چاول کی فصل ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جتنی فصلیں ہیں میں مثال دیتا ہوں کہ کاٹن ، گنے یا گندم کی جو فصلیں ہیں ان کی قیمتیں مقرر ہیں - اس ملک میں agriculture bank already کام کر رہا ہے تاکہ وہ آڑھتی سے بچ جائے اور اپنی فصل صحیح طریقے سے منڈی میں لا کر فروخت کر سکے تو میری یہ تجویز ہے اس کے علاوہ جہاں تک مل والوں کا تعلق ہے وہ جس وقت مال خریدتے ہیں تو کچھ پیسے pay کر دیتے ہیں اور باقی کے لئے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حکومت کی طرف سے ابھی پیسے نہیں ملے اور وہ اس طرح حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کو discourage کرتے ہیں - زمیندار کو دن میں تین تین چار چار چکر لگانے پڑتے ہیں اور اس کو آدھے پیسے اس وقت ملتے ہیں جب دوسری فصل تیار ہو جاتی ہے اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تو حکومت اگر زمیندار اور کسان کو کچھ فائدہ دینا چاہتی ہے تو اس سلسلے میں بہتر یہ ہے کہ paddy کے ریٹ fix کر دیئے جائیں اور اس کی purchase کا کوئی ایسا انتظام کیا جائے جس میں کوئی دھاندلی نہ ہو اس وقت ملک میں گندم کے ریٹ fix ہیں - گنے کے ریٹ fix ہیں - لیکن paddy کے ریٹ fix نہیں ہیں اس لئے میں اس معزز ایوان میں اس ریزولیوشن کی حمائت کرتا ہوں اور گورنمنٹ کو چاہئے وہ paddy کے ریٹ fix کرے اور کسان کو ان تکالیف سے نجات دلائے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ سینیٹر محمد اسلم -

چوہدری محمد اسلم : جناب چیئرمین ! یہ جو ریزولیوشن سینیٹر افضل کھوسو نے موو کیا ہے ہمارے ملک میں کاشت کار طبقہ کا یہ ایک نہائت ہی دیرینہ اور پرزور

[Ch. Mohammad Aslam]

مطالبہ ہے بلکہ میں کہوں گا کہ بڑا شدید مطالبہ ہے کہ حکومت paddy کی قیمت مقرر کرے اور دوسرا اس کی خرید کا جو طریقہ کار ہے اس کو حکومت اپنے ہاتھ میں لے۔ جناب والا ! جس طرح کھوسو صاحب اور شاہ صاحب اور میرے دوسرے بھائیوں نے فرمایا ہے کہ کاشت کار تو وہ فصلیں اس قسم کی ہیں جن کو تقریباً ہم مقامی طور پر استعمال کرتے ہیں لیکن یہاں تو وہ بھی پوری نہیں ہیں ۔ یہ چاول ایک ایسی فصل ہے جس کو ہم برآمد کرتے ہیں اور اس سے ہم اپنے ملک کی اشد ضروریات کے لئے زر مبادلہ کماتے ہیں ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس فصل پر بھی گورنمنٹ کو زیادہ توجہ دینی چاہئے ۔ اب اس سلسلے میں پوزیشن یہ ہے کہ کاشت کار سے گاؤں میں یا مارکیٹ میں ایک بیوپاری فصل خریدتا ہے ۔ اس کے بعد وہ آڑھتی کے پاس جاتا ہے ۔ پھر اس سے مل والا لیتا ہے ۔ اس سے پھر محکمہ خوراک خریدتا ہے ۔ اس سے پھر ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان خریدتی ہے یہ سارے لوگ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہم نے اتنا پیسہ کمایا ۔ آڑھتی کہتے ہیں کہ ہم نے اتنا پیسہ کمایا ۔ مل والے کہتے ہیں کہ ہم نے اتنا پیسہ کمایا ۔ ٹریڈنگ کارپوریشن والے کہتے ہیں کہ ہم نے اتنے پیسے کمائے ۔ تو یہ سارا سلسلہ اور یہ کمائی جو ہے یہ کاشت کار کا خون پسینہ ہوتا ہے ۔ جس کی جہالت اور دوسری کمزوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ان طبقوں کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے ۔ جناب والا ! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ جو موجودہ کھلا طریقہ کار شروع ہے اس سے کتنی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں ۔ مثلاً آئے دن ہم سنتے ہیں کہ چاول کی سمگلنگ ہوتی ہے ۔ وہ کیسے ہوتی ہے ؟ وہ اس طرح کہ مل والے چاول لیتے ہیں اور اپنے پاس سٹور کر لیتے ہیں لیکن گورنمنٹ کو صحیح صورت حال کا پتہ نہیں ہوتا کہ ان کے پاس کتنا چاول ہوتا ہے ۔ اس لئے اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے کہ حکومت اگر کاشت کار سے خود براہ راست چاول خرید کر لے تو میرے خیال میں اس لعنت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے ۔ اس لئے کہ ان لوگوں کے پاس صحیح طور پر گودام نہیں ہوتے ۔ ان لوگوں نے جگہ جگہ معمولی ملیں کھڑی کی ہوتی ہیں ۔ وہاں پر paddy رکھنے کا کوئی صحیح طریقہ کار نہیں ہوتا یعنی چاول ذخیرہ کرنے کا صحیح انتظام نہیں ہوتا ۔ کیونکہ یہ فصل مل میں اور گوداموں میں جب چلی جاتی ہے تو ناقص انتظام کی وجہ سے وہ چاول خراب ہو جاتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ان کا اپنا نقصان ہوتا ہے وہاں وہ بہت بڑا قومی نقصان بھی ہوتا ہے ۔ اس لئے نقصان سے بچنے کے لئے یہ انتظام گورنمنٹ کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہئے کیونکہ گورنمنٹ کے پاس وسائل ہوتے ہیں اور گورنمنٹ کو اس

سلسلے میں جتنا ملکی مفاد ہوتا ہے وہ عام مل والا پورا نہیں کر سکتا ۔ یہ کام صرف گورنمنٹ ہی پورا کر سکتی ہے ۔

جناب والا ! میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ قیمت بھی مقرر کرے اور تمام facts کو سامنے رکھ کر اس فصل کی کاشت پر جو برا اثر پڑا ہے اس کا جائزہ لے اور اس فصل کی خرید کا جو طریقہ کار ہے وہ اپنے ہاتھ میں لے ۔ اگر یہ دونوں چیزیں ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ چاول کی پیداوار کاشت کار کئی گنا اب بڑھا دیں گے ۔ اب یہ کہا جائے گا کہ حکومت کاشت کاروں کے وفد سے باتیں کرے گی ۔ یہ ہوگا ۔ وہ ہوگا ۔ اول تو یہ ہوتا ہے کہ حکومت جن کاشت کاروں کو کاشت کار سمجھ کر بلاتی ہے وہ بڑے لینڈ لارڈ ہوتے ہیں ۔ بہت بڑے شہروں میں رہتے ہیں اور ان کو صحیح طور پر فیلڈ کے حالات اور نفع نقصان کا پتہ نہیں ہوتا ۔ ان لوگوں کے زمین کے علاوہ بہت سے ذرائع معاش ہوتے ہیں ۔ یہ بات وہی لوگ جانتے ہیں جو direct hit ہیں ، چھوٹے لوگ ہیں اور خود کاشت کرتے ہیں اور اسی سے ان کا تمام ذریعہ معاش وابستہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کو نہ حکومت بلائے گی اور نہ بلا سکتی ہے کیونکہ ابھی تک ان لوگوں کا اس سلسلے میں کوئی تجربہ نہیں ہے کہ حکومت کے ساتھ ان کا کہیں رابطہ یا واسطہ رہا ہو تو جہاں تک ان لوگوں کے مطالبے کا تعلق ہے ، اس کے لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ جہاں حکومت کے وزراء صاحبان جاتے ہیں ، پبلک کے نمائندے جاتے ہیں اور دوسرے لوگ جاتے ہیں تو وہ بیچارے ان سے مطالبہ کرتے ہیں اور آہ و زاری کرتے ہیں کہ قیمت مقرر کی جائے ۔ جناب والا ! آپ دیکھتے ہیں اور پچھلی فصل میں میں نے بھی دیکھا کہ مل والوں نے اپنے ایجنٹ مقرر کئے ہوئے تھے اور کئی طریقے اور بڑے سلسلے چل رہے تھے ۔ مثلاً ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیئے ۔ آڑھتی لوگوں اور ایجنٹوں کو تحفے دے کر یہ کوشش کی جاتی ہے کہ ان سے فصل خریدی جائے ۔ جو PASCO وغیرہ کے ایجنٹ بنتے ہیں وہ بھی میں نے دیکھا کہ جو افسر وہاں جا کر بیٹھتے ہیں ان کو تحفے دیئے گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان طبقوں کے آڑھتیوں کے براہ راست ایجنٹ بنتے ہیں اور بہت سارا business وہ handle کرتے ہیں ۔ چونکہ اس میں ان کا بڑا مفاد ہوتا ہے اس لئے وہ کرپشن شروع کر دیتے ہیں ۔ لیکن اگر زمیندار اور چھوٹا کاشتکار اپنی تھوڑی بہت فصل براہ راست دے گا تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنی فصل کی صحیح قیمت وصول کرے گا ۔ اور ان کے درمیان corrupt اور خون چوسنے والے طبقات نہیں آئیں گے ۔

[Ch. Mohammad Aslam]

جناب والا ! ان گذارشات کے ساتھ میں اس قرارداد کی حمائت کرتے ہوئے اس معزز ایوان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ paddy کی قیمت مقرر کرنے کے سلسلے میں قرارداد کو پاس کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی خرید کے طریقہ کار کو بدلا جائے۔ شکریہ

Mr. Deputy Chairman : Now, I will give the floor to Senator Ghulam Rasul Siddiqui.

جناب غلام رسول اے صدیقی : جناب چیئرمین صاحب ! میں اس قرارداد کی پر زور تائید کرتا ہوں۔ اس سلسلے میں میرے دوستوں نے بہت اسے اسباب بتائے ہیں اور جائز اسباب پیش کئے ہیں۔ ایجنٹوں اور مل والوں سے چاول کے کاشتکاروں کو جو تکالیف ہیں اور خاص کر ایجنٹ جو دو دو چار چار بیچ میں ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں کاشتکار چاول کی فصل اترنے سے پہلے بک جاتے ہیں ایجنٹ جتنا پیسہ دیتا ہے وہ کبھی kind میں دیتا ہے اگر اس نے اس کو فرٹیلائزر کی بوری دلا دی تو وہ کہے گا کہ صاحب کیا کروں بازار میں یہ فرٹیلائزر اتنے پیسے میں بکتا ہے تو جو اس کی قیمت دس روپے زائد لگا دے گا اسے دے دیگا کیونکہ اس کے تو پیسے ہیں اور وہ اس کے اوپر سود لگا دے گا۔ اور کہے گا کہ بڑی مشکل سے پیسے ملتے ہیں۔ تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کاشتکار کی فصل مل میں پہنچنے سے پہلے ہی بک جاتی ہے۔ اور وہ کاشتکار بک جاتا ہے اور وہ انہیں کپڑوں میں رہتا ہے اور انہیں حالات میں رہتا ہے۔ اس کے بعد جو باقی پیسے ملتے ہیں وہ اس صورت میں ملتے ہیں جیسے میرے معزز دوست ملک شریف صاحب نے فرمایا کہ باقی پیسے تو ان کو کئی دنوں کے بعد ملتے ہیں اور بعض دفعہ چھ چھ مہینوں کے بعد ملتے ہیں۔ دونوں طرف سے خرچہ اور نقصان کاشتکار کو ہوتا ہے۔ یہ کمشن ایجنٹ اور یہ چھوٹے چھوٹے مل اونر عوام اور کاشتکاروں کو کس طرح لوٹتے ہیں اور ان کی فصل کو کھا جاتے ہیں۔ باقی ان کی فصل کا کیا بچتا ہے۔ اس سلسلے میں بہت سے لوگوں نے بتایا کہ وہ کس طرح ناجائز طور پر work out کرتے ہیں۔ تو ایک کاشتکار کا یہ عالم ہے کہ اس کی فصل اس سے پہلے خرید کر لیتے ہیں اور کاشتکار کو کچھ نہیں بچتا۔ جناب والا ! اس کے بعد میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ فصل وہی ہے جو برآمد کی جاتی ہے اور اس سے ہم زر مبادلہ کماتے ہیں۔ اگر کاشتکار کو صحیح پیسے ملیں گے تو وہ کاشت انتہائی لگن اور دلچسپی سے کرے گا۔ اس لئے جیسے

میرے معزز دوست جناب کھوسو صاحب نے فرمایا ہے کہ گورنمنٹ اس کی قیمت خرید مقرر کرے - اس میں میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ کاشتکاروں کو گورنمنٹ خود فرٹیلائزر سپلائی کرے کیونکہ اس سے چاول کی کاشت بڑھے گی - اور چاول کی کاشت بڑھنے سے چاول برآمد ہوگا اور ہم زیادہ زر مبادلہ کمائیں گے - لٰہذا میں اس معزز ہاؤس سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس قرارداد کو پاس کرے کیونکہ اس قرارداد کے پاس ہونے سے کاشتکاروں کی تکالیف دور ہوں گی اور جس طرح وہ لوٹے جاتے ہیں ان کا لٹنا ختم ہو جائے گا اور چونکہ یہ گورنمنٹ عوام کی گورنمنٹ ہے اس لئے اس قرارداد کے پاس ہونے سے کاشتکار اور عوامی گورنمنٹ دونوں ایک دوسرے کے زیادہ نزدیک ہو جائیں گے اور اس کا نفع اور فائدہ گورنمنٹ کو بھی ہوگا اور کاشتکار کو بھی ہوگا اور بیچ میں ایجنٹوں اور مل اونر کی بدمعاشی ختم ہو جائے گی -

Mr. Deputy Chairman : Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman : Thank you.

راؤ عبدالستار (قائد ایوان) : جناب چیئرمین ! ساڑھے بارہ بج گئے ہیں اور دوستوں نے تربیلا بھی جانا ہے - میں درخواست کروں گا کہ اس بحث کو آئندہ کے لئے ملتوی کر دیا جائے -

Mr. Deputy Chairman : The Federal Minister for Food and Agriculture is sitting and I do not know whether he wants to ......

Shaikh Mohammad Rashid (Minister of Food and Agriculture, Underdeveloped Areas and Land Reforms) : Sir, we were prepared with the case. But the position is that we have to satisfy the Members and the discussion has not even confined to the resolution. The resolution was that the prices of paddy be fixed but there was a comprehensive discussion. Although I was not here and I do not want to object but I was hearing all those discussions while sitting in my Office. Now, the position is that if the honourable Members had confined to fixation of price of paddy then we would have been able to satisfy with a short statement. But now the position is that they embraced all other problems, therefore, I would like to do my maximum to satisfy the honourable Members because it is our duty that this august House should be apprised of the situation. Therefore, I think that the time being short and the discussion all embracing all the problems, the reply on our side should be postponed.

Mr. Deputy Chairman : What is the sense of the House ? All agree I think. So, let us postpone the discussion for the next sitting and with

[Mr. Deputy Chairman]

this we conclude the session of today. We meet on Monday at 5 p.m. Does it suit you ?

Hon'ble Members : Yes.

Mr. Deputy Chairman : The Senate stands adjourned to meet on Monday at 5 p.m.

The House then adjourned to meet again at five of the clock in the evening on Monday, May 10, 1976.